اپنے طرف آسمان کے کہتا ہے اے رب اے رب حالانکہ طعام اوسکا حرام ہے اور مشرب اوسکا حرام ہے
اور ملبس اوسکا حرام ہے اور غذا دیا گیا ہے وہ حرام سے اب کس طرح اوسکی دعا قبول ہو اخرجہ مسلم
والترمذی لفظ حدیث کا اشعث اغبر ہے طیبی نے کہا اشعث وہ ہے جو بعید العہد ہو مِن غسل و کنگہا
و نظافت سے اسی طرح اغبر انتہی سفر میں آدمی سے اہتمام نہانے دہونے سر دہون صاف کرنے
نہیں ہوتا ہے گرد آلودہ پریشان صورت رہتا ہے طلب رزق میں دور دور تک مارا پہرتا ہے اللہ
پاک سے دعا کرتا ہے وسعت رزق چاہتا ہے لکن دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ کھانا پینا پہننا سب
تو مال حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہیں کرتا اسلئے وہ دعا نامقبول رہتی ہے معلوم ہوا کہ
قبول دعا کے لئے حلت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہہ اتفاقی ہے ورنہ جسکی غذا حضر میں
رزق حرام سے ہے اوسکی دعا بہی قبول نہیں ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادات
پر اسلئے کہ دعا عبادت بلکہ مخ عبادت ہے سو جب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹہیرا تو
اب لائق مغفرت و جنت کے نہوگا بلکہ مستحق نار کا ہوگا اس حدیث میں حث و تحریص فرمائی ہے
کسب رزق حلال پر تحذیر کی ہے کسب مال حرام سے خولہ انصاریہ کہتی ہیں حضرت فرماتے تہے
کچہ لوگ تخوض کرتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اخرجہ البخاری
والترمذی طیبی نے کہا مراد تخوض سے یہ ہے کہ ہر طرح پر اخذ و تملک مال کا بغیر حق کرے جس طرح
کوئی آدمی پانی میں دائیں بائیں اپنے ہاتہہ پاؤں مارتا ہے انتہی یعنی اسی طرح یہ شخص بہی
ہر طرف سے مال لیتا ہے کچہ پروا حلال حرام کی نہیں کرتا ہے حق ناحق کو نہیں پہچانتا ہے ابوہریرہ کا
لفظ مرفوع یہ ہے آویگا لوگون پر ایک زمانہ پروا نکریگا آدمی کہ کہانسے لیا حلال سے یا حرام سے
رواہ البخاری والنسائی رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پہر اوس وقت اونکی دعا قبول نہو
وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عمر دراز سے اہل زمان نے تمیز سے حلال و حرام رزق کے آنکہہ بند کر لی ہے
کانون میں تیل ڈال کر بیٹہہ رہتے ہیں مطلب حصول مال سے رکہا ہے نہ حرام و حلال سے
عبد اللہ بن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں نہیں کماتا کوئی بندہ مال حرام پہر صدقہ دیتا ہے اوسمین سے

اور وہ قبول ہو اوس سے اور نہین نفقہ کرتا ہے اوس مال حرام سے پہر برکت دیجاوے واسطے اوسکے اور
نہین چہوڑ جاتا ہے اوسکو پیچہے اپنے مگر ہوتا ہے وہ زاد راہ اوسکا طرف آگ کے اللہ برائی کو برائی سے
نہین مٹاتا ہے لیکن برائی کو بہلائی سے مٹاتا ہے ناپاک کیا ناپاک کو محو کر دیگا رواہ احمد وکذا فی
شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے نہ سبب مغفرت پروردگار
کا صدقہ دینے سے آدمی آگ دوزخ سے بچتا تہا اسی لئے حدیث مین آیا ہے اتقوا النار ولو بشق
تمرۃ اور صدقہ اللہ کے غضب کا بجہانیوالا ہوا تہا کما قال صلعم الصدقۃ تطفی غضب الرب
لیکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو پہر صدقہ دینے والے کو سیر جہنم کی کراتا ہے اللہ کو
اوسپر غصہ آتا ہے اوسنے تو یہ صدقہ اسلئے دیا تہا کہ کفارہ اوسکی سیئات کا ہوگا لیکن وہ صدقہ سبب
اوسکے دخول نار کا ہو گیا جس طرح کوئی شخص مثلا رشوت کا مال جمع کرے پہر اوس مال کو کسی کار
خیر مین صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب بلا ہو جاویگا۔ رواقضا ابوہریرہ مرفوعا کہتے ہین
جسنے جمع کیا مال حرام پہر صدقہ دیا تو نہین ہے واسطے اوسکے کچہ اجر بلکہ اوسپر اوسکا اصر ہے
رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیہما ورواہ ابوداؤد فی المراسیل عن القاسم
بن مخیمرۃ لفظا ابوداؤد کا یہ ہے جسنے کمایا مال گناہ سے پہر صلہ رحم کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا مین
خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کرکے جہنم مین پہینکدیا جاویگا مراد اس سے جانا صاحب مال حرام کا
دوزخ مین جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہوگا جنت مین وہ گوشت جو اگا ہو سحت یعنی مال حرام سے
ہر گوشت جو اگا ہے سحت سے نار لائق تر ہے ساتہ اوسکے رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب
الایمان معلوم ہوا کہ حرام خوار دوزخ مین جاویگا ابوہریرہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پوچہا تہا کون چیز لوگون کو اکثر داخل نار کرتی ہے فرمایا فم وفرج رواہ الترمذی یعنی مال حرام
کہانا حرام کاری کرنا عطیہ سعدی مرفوعا کہتے ہین بندہ درجہ متقین کو نہین پہنچتا ہے یہان تک کہ
چہوڑ دے وہ چیز جسمین کچہ ڈر نہین ہے واسطے حذر کے اوس چیز کے جسمین کچہ ڈر ہے رواہ الترمذی
وابن ماجۃ یعنی واسطے حصول مرتبہ تقوی کے یہ بہی ضرور ہے کہ مباحات سے بچے کچہ چیز حرام

چیز سے ہی بچنا کسیکو متقی نہین بنا دیتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ مرفوعا کہتے ہین داخل نہوگا جنت مین
وہ جسد جو غذا دیا گیا ہے حرام سے رواہ البیہقی فی شعب الایمان ابن عمر کا لفظ یہ ہے جسنے
خریدکیا کوئی کپڑا دس درہم کو اور اوسمین ایک درہم حرام ہے قبول نہین کرتا اللہ نماز اوسکی جبتک
کہ وہ کپڑا اوسکے بدن پر ہے پہر داخل کین ابن عمر نے دونون اونگلیاں اپنے دونون کانون مین
اور کہا بہرے ہوجائین یہ کان اگر انہون سنے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نسنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تہے رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان وقال اسنادہ
ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگرچہ قلیل ہو کسی مال پاک مین اگرچہ کثیر ہو ملجاتا ہے تو اوس
سارے مال کو ناپاک کردیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو
یہ سود اوس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذراسے اختلال سے حرام ٹہیرجاتا ہے
یا مشتبہ ہوجاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب
حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوسکا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو پہر سارا
مال حرام نہین ہوتا اسکی تنقیح باب ششم رسالہ ہذا مین آئیگی **ف** اسلیئے طلب حلال مین تاکید
شدید آئی ہے حدیث عبداللہ مین فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فریضہ ہے بعد فریضہ کے رواہ
البیہقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتی ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا
ہے یا جسکے سر پر مؤنت اہل وعیال کی پڑی ہے ہر شخص مخاطب ساتہہ اس فرضیت کے نہین ہے
کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جنکا نفقہ دوسرون کے ذمہ پر ہوتا ہے مراد فریضہ ہونیسے بعد
فریضہ کے یہ ہے کہ پہلا فریضہ نماز روزہ حج وغیرہا تہا اوسکے بعد کمانا رزق حلال کا اسلیئے فرض ٹہیرا
کہ کسب حلال اصل ورع واساس تقوی ہے انس کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب
ہے ہر مسلمان پر رواہ الطبرانی فی الاوسط ابو سعید خدری کا لفظ مرفوعاً یون ہے جسنے کہایا
پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور امن مین رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شرور وغوائل
سے وہ داخل ہوگا جنت مین رواہ الترمذی ابن عمرو مرفوعاً کہتے ہین حضرت نے کہا چار چیزین

ہین جب تجہمین ہونگی تو نہین کچہہ ڈر تجہپر جو فوت ہو دنیا سے حفظ امانت صدق حدیث حسن خلق
عفت طعمہ رواہ احمد ابو سعید نے مرفوعًا کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حلال پہر کہلایا اپنی جان
کو اور پہنایا تو اوسکو جو کچہہ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوٰۃ ہے رواہ ابن حبان فی صحیحہ انس
نے کہا حضرت نے ایک دانہ کہجور کا راہ مین پڑا پایا فرمایا اگر یہ ڈر نہوتا کہ کہین صدقہ کا ہو تو مین اوسکو
کہاتا رواہ البخاری و مسلم مراد حلال سے یہ ہے کہ حرام متیقن نہو تا کہ شامل مشتبہ ہے حدیث
مین جو حکم تنزہ کا شبہہ سے آیا ہے بطور احتیاط کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاۃ لکن جو شخص
مشتبہات سے نہین بچتا ہے وہ متقی نہین ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر وقوع کا حرام مین ہر دم لگا
ہوا ہے حدیث نعمان بن بشیر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال کہلا ہوا
ہے حرام کہلا ہوا ہے ان دونون کے بیچ مین مشتبہات ہین جنکو اکثر لوگ نہین جانتے سو جو
کوئی بچا شبہات سے اوسنے پاک صاف کیا اپنے دین و آبرو کو اور جو کوئی گر پڑا شبہات مین وہ گر پڑا
حرام مین جیسے چرنے والا گرد چراگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چراگاہ مین سن رکہو ہر بادشاہ کا
ایک چراگاہ ہوتا ہے اللہ کا چراگاہ اوسکے محارم ہین جسد مین ایک پارہ گوشت ہے جب وہ درست
ہوا تو سارا جسد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جسد بگڑ جاتا ہے وہ پارہ گوشت دل ہے
متفق علیہ وبیع نے کہا ہے اخرجہ الخمسۃ اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے ہمنے کتاب
دلیل الطالب مین لکہی ہے یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے دارمدار بہت سے احکام حلال و حرام کا
اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب
مین حرام فرمایا ہے اور جس شئے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم خواہی نخواہی اوسکا
سوال نکرو اخرجہ رزین حدیث طویل ابن مسعود مین مرفوعًا آیا ہے تم شرماؤ خدا سے حق
شرمانے کا پہر فرمایا یہ شرمانا یون ہوتا ہے کہ تحفظ البطن وما حوی یعنی پیٹ کو رزق حرام
سے محفوظ رکہے رواہ الترمذی معاذ کا قول مرفوعًا یون ہے جنبش نکرینگے قدم بندے کے

دن قیامت کو ہٹا نتک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزون سے منجملہ اونکے ایک یہ فرمایا وعن مالہ
من این اکتسبہ وفیم انفقہ رواہ البیہقی وغیرہ یعنے تو نے مال کہا سے کمایا اور کس
جگہہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہین حضرتؐ نے مجھسے فرمایا اے کعب داخل نہین ہوتا ہے جنت
مین وہ گوشت و خون جو اگا ہے سحت پر یعنی مال حرام سے نار اولی تر ہے ساتھہ اوسکے اے کعب
لوگ دو طرح صبح کرتے ہین ایک اپنی جان کو چھڑا لیتا ہے دوسرا اوسکو ہلاک کر دیتا ہے رواہ
الترمذی یعنی اگر صبح کو اوٹھکر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کمایا تو ہلاک
ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہین مینے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کر لی ہے
کہ چھوڑ دے تو اوس شئے کو جو شک مین ڈالے تجھکو اور لے تو وہ شئے جو شک مین نڈالے تجھکو
رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی حلت وحرمت مین شک پڑے
اوسکو ترک کر دے معلوم ہوا کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضرور ہے ابن عمر مرفوعًا کہتے ہین افضل دین
ورع ہے یعنی پرہیز کرنا لقمہ مین رواہ الطبرانی فی معاجمہ الثلثۃ حذیفہ کا لفظ مرفوع یہ ہے
بہتر دین تمہارا ورع ہے یعنی پرہیزگاری کرنا رواہ الطبرانی فی الاوسط ❊

## باب اول

اس بیان مین کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھہ نے کمایا ہے اور طلب رزق مین اجمال چاہئے
نہ حرص مال پر مقدام بن معدیکرب مرفوعًا کہتے ہین نہین کھایا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر
اس سے کہ اپنے ہاتھہ کے عمل سے کھاوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھہ کے کام سے
کھاتے تھے رواہ البخاری حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اسکا ذکر قرآن شریف
مین بھی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ تھے حرفہ مین
اگر عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیون کو اوس سے بچاتا نوح علیہ السلام نجار تھے ابراہیم علیہ السلام
بزاز تھے اسمعیل علیہ السلام صیاد تھے ہمارے حضرتؐ نے شبانی گوسفند کی کی تھی صحابہ اکثر

تجارت مزارع تھے ابن عمر کہتے ہیں حضرت سے پوچھا کون سا کسب افضل ہے فرمایا کام کرنا آدمی کا
اپنے ہاتھ سے اور بیع مبرور رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر یعنے ہاتھ سے مزدوری کرکے
کمانا افضل کسب ہے کعب بن عجرہ کہتے ہیں ایک آدمی کا گزر حضرت پر ہوا اصحاب نے اوسکی
مستعدی و نشاط دیکھکر کہا اے رسول خدا اگر یہ حال اسکا راہ خدا میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا
اگر یہ اسلئے باہر نکلا ہے کہ اپنی جان پر سعی کرکے اوسکو عفیف بنالے تو یہ راہ خدا میں ہے اور اگر
اسلئے نکلا ہے کہ اپنی اولاد صغار پر سعی کرے تو بھی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ
بوڑھے ماں باپ کے لئے سعی کرے کمالے تو بھی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ
ریا و مفاخرت میں سعی کرے تو پھر راہ شیطان میں ہے رواہ الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب کرنا
مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر جزیل کا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کمانا مال کا واسطے
ریا و فخر کے گناہ ہے بعض لوگ جنکے پاس مال بقدر کفاف بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے نوکری
چاکری کرتے پھرتے ہیں دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام و حلال کے دوسرے
واسطے طلب حکومت و علو کے سو یہ دونوں صورتیں راہ شیطان کی ہیں اللہ پاک نے قرآن مقدس
میں فرمایا ہے تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا
والعاقبة للمتقین **ف** عبداللہ بن سرجس مرفوعا کہتے ہیں کہ سمت و تؤدت و اقتصاد
ایک جزو ہے چوبیس اجزاء نبوت سے رواہ الترمذی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے خواہ
میں کسب مال ہو یا اکل حلال جابر نے مرفوعا کہا ہے تم دیر سمجھو رزق میں کیونکہ نہیں مرتا ہے
کوئی بندہ یہاں تک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اسکے لئے مقدر ہے تم اجمال کرو طلب میں حلال لو
حرام کو چھوڑو رواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضرور ہی ملتا ہے خواہ اوسکے
لئے کوشش کرے یا نکرے ع

| | بے مگس ہرگز نماند عنکبوت | | رزق را روزی رسان پر میدہد | شعر |
|---|---|---|---|---|

یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال و کسب منال میں بالکل ہمہ تن منہمک و مستغرق ہو جانے کہ شغل

رسوله محمد وعلی آله واصحابه الی یوم الحساب

# مقدمہ بیان مین علوم کے

مطلق علم کا تصور کرنا ضروری ہے یا نظری جسکی تعریف بیان کرنا مشکل ہے یا مشکل نہین ہے پہلی بات مذہب ہے امام رازی کا دوسری بات مذہب ہے امام الحرمین وغزالی کا تیسری بات مذہب ہے جو کہ یہی راجح بھی ہے سو جب یہ تصور نظری سہل التعریف ٹھیرا تو اسکی تعریف بیچ چند قول مین ہر قول پر ایراد آتا ہے وہ قول جسکو علامہ شریف نے احسن ما قیل فیہ کہا ہے یہ ہے ہو صفة یتجلی بها المذکور لمن قامت هی به وصفاته انصفة یکشف بها لمن قامت به ما من شانه ان یذکر انکشافا تاما لا اشتباه فیه انتهی ف ١ علم بالشئ مستلزم ہے وجود کو اوس شئی کے ذہن مین یا ایک علاقہ ہے درمیان عالم ومعلوم کے ذہن مین اول مذہب ہے فلاسفہ وبعض متکلمین کا اور ثانی مذہب ہے جمہور اہل کلام کا پہلے قول پر یہ امر بلانزاع ثابت ہے کہ جب کوئی شئے معلوم ہوتی ہے تو تین امر متحقق ہوتے ہین ایک صورت حاصلہ ذہن مین دوسرے ارتسام اوس صورت کا ذہن مین تیسرے قبول کرنا نفس کا اوس صورت کو پہر یہ بات کہ علم انمین سے کون شئی ہے اسو ہر طرف ایک گروہ گیا ہے پہر اسمین اختلاف ہے کہ علم مقولہ کیف ہے یا انفعال یا اضافت اصح یہ ہے کہ مقولہ کیف ہے رہا معلوم سو وہ مقولہ جوہر ہے یا کوئی اور مقولہ ف ٢ معنی حقیقی لفظ علم کے ادراک ہین اگرچہ اطلاق علم کا کبھی نام علم پر آتا ہے جیسے علم تفسیر وعلم حدیث اور کبھی مسئلہ خاص پر جسطرح کہ فلان شخص علم حدیث یا قرآن جانتا ہے اور کبھی تصدیق پر اوس مسئلہ کی دلیل سے اور کبھی اوس ملکہ پر جو تکرر سے اوس تصدیق کے حاصل ہوتا ہے ف ٣ تمائز علوم کا فی نفسہا موضوعات سے ہوتا ہے اگرچہ کبھی کسی دوسری شئے سے بھی یہ امتیاز حاصل ہونا جائز ہے جیسے غایت ومحمول پہر موضوع علم کا وہ شئی ہے جسکی طرف موضوعات مسائل منتقل ہون یہی مطلب ہے اس قول کا ما یبحث فیہ عن عوارضہ الذاتیة مبادی وہ معلومات ہین جنکا استعمال علوم مین واسطے بنا مطالب کے

ہوتا ہے مسائل علوم وہ قضایا ہین کہ ہر علم مین نسبت اوسکے محمولات کی ہمراہ دلیل بطرف موضوعات
مطلوب ہوتی ہے غایت علم وہ ہے جسکے لئے وہ طلب کیا جاتا ہے جیسے غایت علم کتاب وسنت
کی یہ ہے کہ اوسپر عمل کیا جائے **فائدہ** تقسیمات معتبرہ واسطے علم کے پانچ ہین ہر عالم نے قسمت علوم
کی اعتبارات مختلفہ سے کی ہے سب سے بہتر وہ تقسیم ہے جو صاحب مفتاح السعادہ نے لکھی ہے یعنی
ہر شے کا وجود چار طرح پر ہوتا ہے کتابت عبارت اذہان اعیان مین اور ہر سابق وسیلہ ہے طرف لاحق کے
خط دلیل ہے لفظ پر لفظ دلیل ہے مافی الذہن پر مافی الذہن دلیل ہے مافی الاعیان پر وجود عینی ہر شے
کا اصل وجود حقیقی ہوتا ہے اور وجود ذہنی مین اختلاف ہے کہ حقیقی ہے یا مجازی دونون نوع اول
قطعًا مجازی ہین اور جو علم متعلق ہر سہ قسم کے ہے وہ الیہ آلی ہے اور جو علم متعلق باعیان ہے وہ عملی ہے
یا نظری پھر ہر ایک مین انمین سے اگر بحث اس مراد سے ہے کہ وہ ماخوذ ہے شرع سے تو وہ علم شرعی
ہے اور اگر اس راہ سے ہے کہ مقتضای عقل ہے تو علم حکمی ہے یہ سب چند اصول ہوئے ہر اصل کی
انواع ہین اور ہر نوع کے فروع ہین جنکی گنتی ڈیڑھ سو نوع تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تک
اصل شش مین سارے علوم شرعیہ داخل ہین اور سب اصول کے اعتبار سے تین سو یا پانچ علم ہوتے
ہین جیسے ذکر ان علوم کا کتاب ابجد العلوم مین کیا ہے **فائدہ** تعقب کرنا کسی کتاب پر خصوصًا ایسی
کتاب پر جو طول طویل ہو بہ نسبت تالیف ووضع وترصیف کے بہت سہل بات ہوتی ہے ابنیہ
عظیمہ وہیاکل قدیمہ کو دیکھو کہ جو شخص قوت وقدرت نہین رکھتا ہے وہ اون کے بانی پر طعن
کرتا ہے اور اگر اوس معترض سے کہا جائے کہ تو ایک خشت یا سنگ دوسری خشت یا سنگ پر
اسی طرح رکھدے جسطرح کہ بانی نے رکھا ہے تو ہرگز وہ نہ رکھ سکیگا قالہ الحاجی خلیفہ چلپی
ایضًا **حکایت** استاذ البلغاء قاضی عبد الرحیم بیسانی نے عماد اصفہانی کو جبکہ انہون نے انکے کلام
پر استدراک کیا تھا بطور معذرت یہ لکھا تھا انہ قد وقع لی شئ وما ادری اوقع لک ام لا وھا
انا اخبرک بہ وذلک انی رأیت انہ لا یکتب انسان کتابا فی یومہ الا قال فی غدہ لو غیر
ہذا لکان احسن ولو زید لکان یستحسن ولو قدم ہذا لکان افضل ولو ترک ہذا لکان اجمل

وهذا من اعظم العبر وهو دليل على استيلاء النقص على جملة البشر انتهى هذا اعتذار من قليل المقدار عن جميع الايرادات والانظار اجمالا واما التفصيل فهو في موضع كل علم مع توجیہ یا انصاف وعلم اسی طرح معاصرت اصل منافرت ہوتی ہے سوا اون لوگون کے جو صاحب حظ عظیم ہین ایسے لوگ ہر عہد مین کم ہوئے ہین جنہون نے انصاف کیا اور اعتساف سے دور رہے ورنہ تالیف کرنا نشانہ اعتراض بننا ہے منشا اعتراض کا غالباً حسد یا قلت علم و اطلاع یا حجاب طبع و رسم ہوتا ہے لیکن منافست ہمچشمی اکثر واسطے معترض عامیہ کے ہوتی ہے

مسنون شوم زہر کہ سخن کج کند نگاہ ۔ تیر کج ست آیۂ رحمت نشانہ را

**ف** شرف و فضل علم کا اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون یعنی عالم و جاہل برابر نہین ہوتا ہے عالم عالم ہے اور جاہل جاہل ہے و **قال تعالى** يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات اور احادیث فضائل علم کی مشہور ہین بسبب قوت دلیل کے حاجت ذکر کرنے اخبار کی اس جگہہ نہین ہے اور اگر دل نہ مانے تو طرف کتاب مکارم الاخلاق ترجمہ ریاض الصالحین نووی کے اور طرف کتاب العلم احیاء العلوم کے رجوع کرنا چاہئے اسپر بھی قناعت نہو تو کتاب مشکوۃ المصابیح و کتب صحاح ستہ و کتاب تیسیر الوصول موجود و متداول ہین وفيها ما يشفي العليل ويروي الغليل

**ف** کوئی شئے دنیا مین علم سے زیادہ مزے دار اور فائدہ بخش نہین ہے کیونکہ یہ ایک لذت روحانی محض ہے اور لذت جسمانی حقیقت مین دور کرنا الم کا ہوتا ہے مثلاً کھانے مین جو مزہ ملتا ہے وہ دور کرنا الم گرسنگی کا ہے یا جو لذت جماع مین حاصل ہوتی ہے وہ دفع الم امتلاء ہے بخلاف لذت روحانی کے کہ وہ لذائذ جسمانیہ سے الذ و اشہی ہوتی ہے امام محمد بن حسن شیبانی وقت حل مشکل علم کے یہ کہتے تھے این ابناء الملوك من هذه اللذة خصوصاً جبکہ تفکر حقائق ملکوت و اسرار لاہوت مین ہو کہ پھر اوسکے برابر کوئی لذت نہین ہے کتاب التفکر احیاء العلوم کو دیکھو اللہ کی قدرت نظر آتی ہے یہ وہ لذت ہے جسمین عزل و نصب نہین ہوتا ہمیشہ قائم رہتی ہے اور کوئی اوسمین مزاحم

سنتا ہو سب معلومات نہایت وسیع ونامنتہی اسی طرح شرکا رہبی بہت ہین مثلاً جس والی بابل
کو دیکھو وہبی تمنا کرتا ہے کہ اسکی عزت مثل عزت اہل علم کے ہو کیونکہ حالت الیسی ہے کہ ذیل ہیں
منصب سے مانع ہین یہ شرف علم کا لذاتہ ہے اور اشرف لغیرہ ہونا اوسکا اس مین یون ہے کہ علم ایک وسیلہ
قوی ہے طرف آخرت اور اقرب سعادت ابدیہ کے اور دنیا مین عزو وقار و نفوذ حکم سب علم کے سبب
اور ہمارے طبائع اہل علم کا احترام کرتے ہین آقتیارات ترک واجلاف عرب کو دیکھو کہ اونکی طبیعتین بہی
پر پیدا ہوئی ہین کہ وہ اپنے شیوخ کی توقیر بجا لاتے ہین یہ اسلئے کہ وہ مختص ہین ساتہہ مزید علم کے
یہ علم تجربہ سے حاصل ہوا ہے بلکہ بہائم بہی انسان کی توقیر کرتے ہین کیونکہ اونکو بہی اسقدر شعور
حاصل ہے کہ وہ یہ بات جانتے ہین کہ انسان ہمارے درجہ سے آگے بڑہا ہوا ہے ولہذا جب آدمی
کسی جانور کو زجر کرتا ہے تو وہ منزجر ہو جاتا ہے حالانکہ قوت مین انسان سے اونکی قوت مضاعف ہے
ایک فیلبان اتنے بڑے جانور کو قابو مین کر لیتا ہے ایک لڑکا شتر اونٹ کی قطار کو لیکے جدہر جاہتا
ہانکلیجاتا ہے **ف** نفع علم کی یہ صورت ہے کہ سعادت دو قسم مین منحصر ہے کہینچنا نفع کا دور کرنا
مضرت کا ہر ایک انمین سے دینی و دنیوی ہے یہ چار قسمین ہوئین علم ان سب اقسام پر شامل ہے
علم مین کوئی شئے بحیثیت علم ہونیکے نہ مضر ہے اور نہ مذموم اسلئے کہا ہے کہ علم شئے کا بہتر ہے جہل سے
جس طرح کہ جہل مین کوئی شئی بحیثیت جہل ہونیکے نافع نہین ہے وہ کونسا علم ہے جسمین کوئی منفعت
امر معاد یا معاش کے نہین ہے یا کوئی کمال انسانی نہین ہے بعض علوم ہین جو اس بات کا وہم
ہوتا ہے کہ وہ مضر و غیر نافع ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ جن شروط کے رعایات علم و علما مین کرنا
ہے اونکا اعتبار نہین کیا جاتا کیونکہ ہر علم کے لئے ایک حد ہے جس سے وہ تجاوز نہین کرتا مثلاً
کوئی کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اوسکی نہایت سے کرے جیسے یہ خیال کرے کہ علم طب سارے
امراض سے صحت دیتا ہے حالانکہ یہ بات نہین ہے کوئی ایسا مرض بہی ہے کہ اوس سے بغیر موت
کے صحت نہین ہوتی ہے یا کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اوسکے رتبہ سے شرف مین کرے جیسے
یہ خیال کرے کہ علم فقہ اشرف علوم ہے حالانکہ یہ بات نہین ہے علم توحید تو اوس سے اشرف ہے علم فقہ سے

یا کسی علم سے وہ قصد کرے جو اوسکی غایت نہیں ہے مثلاً اوسلئے سیکھے کہ مال و جاہ حاصل ہو حالانکہ
علوم سے یہ غرض نہیں ہے بلکہ غرض اون سے اکتساب بلکہ اطلاع ہے حقائق امور و تہذیب نفوس پر
حالانکہ جو کوئی علم واسطے احتراف کے سیکھتا ہے تو وہ عالم نہیں ہوتا ہے بلکہ مشابہ عالم ہوتا ہے علماء
ماوراء النہر پر جب یہ بات مشہور ہوئی اور اونکو یہ خبر ملی کہ بغداد میں مدرسے بنائے جاتے ہیں تو
اونہوں نے علم کا ماتم کیا اور کہا کہ ارباب ہمم علیہ والنفس زکیہ قصد علم کا بسبب شرف و کمال علم کے
کیا کرتے تھے اور اوسمیں مشغول ہوتے تھے اور اہل علم کے پاس آکر نفع لیتے تھے اور جب علم پر
اجرت و مزدوری ٹھیری تو اب خسیس و رذیل و کاہل لوگ وہاں آئینگے اور علم گھٹ جائیگا
اور خوار و ذلیل ٹھیریگا چنانچہ ایسا ہی ہوا دور نہ جاؤ اسی ہمارے ملک میں دیکھو کہ جب تک مدارس
نہ تھے علم بہت تھا اور اوسکے شائق و شیفتہ طالب علم ہزاروں سفر و حضر کرتے تھے اور اونکے علم میں برکت
ہوتی تھی جب سے کثرت مدارس کی ہوئی طلب باہمت ہو گیا علم اوٹھ گیا جہل رہ گیا اب یہی مدارس
آب و گل رہ گئے ہیں اور صاحب علم و دل مفقود ہو گئے **ف ۹** تعلیم کے لئے مراتب ہیں اہم فالاہم
کو مقدم کرنا چاہیئے وسیلہ پہلے ہوتا ہے پھر مقصد یعنی فرض عین کو مقدم کرے فرض کفایہ پر پھر
اوسکو مندوب الیہ پر پھر اوسکو مباح پر پھر فرض کفایہ مختلف ہوتا ہے تاکد و عدم تاکد میں بحسب
خلو اعصار و امصار کے علماء سے دیکھو بہت سے شہر ایسے ہیں کہ اونمیں فرائض دان ایک ہی
شخص یا دو شخص پھر آتے ہیں بلکہ بعض جگہ اب ایک بھی عالم فرائض نہیں ملتا حالانکہ فقہا کو تلاش کرو
تو بیس آدمی ملینگے ایسی جگہ حساب کا سیکھنا بہ نسبت اصول و فقہ کے موکد تر ہوتا ہے یا بعضے بلاد
ایسے ہیں کہ وہان ایک بھی مفسر محدث دلیل شناس نہیں ہے اور اہل فقہ کثرت سے موجود ہیں تو وہان
تعلم قرآن و حدیث کا فقہ پر موکد تر ہے **ف ۱۰** فرض عین جسکا سیکھنا واجب ہے وہ چیز ہے جسکو
شرع نے خاص نفس پر ایک شخص کے واجب کیا ہے اور فرض کفایہ وہ ہے جسکو ایک جماعت
پر واجب ٹھیرایا ہے کہ وہ سب اوسکو بجا لائیں پھر اگر ایک نے بھی اونمیں سے وہ کام کیا تو
اوروں کے ذمہ سے وجوب اوسکا ساقط ہو جاتا ہے وہ علوم جو بحسب شہرت فرض کفایہ ہیں

ہر وہ علم ہے جس سے قوام امر دنیا و قانون شرع مین بے نیازی حاصل نہین ہو سکتی ہے جیسے
فہم کتاب و سنت اور حفظ ان دونون کا تحریفات غالین و انتحال مبطلین و تاویل جاہلین سے
اور معرفت عقائد کے ساتھہ اقامت برہان حدیث و قرآن کے اور ازالہ شبہات کا اور شناخت کرنا
اوقات عبادت کا اور معرفت فرائض و احکام شرعیہ کے و حفظ ابدان و اخلاق و سیاسات کا اور
جو علوم انکے وسائل ہین اونکا بھی یہی حکم ہے جیسے علم صرف و نحو و لغت و معانی و بیان و اصول
فقہ و تفسیر و حدیث و اسماء رجال وغیرہا اور تفاوت انکے درجات کا تاکید مین بحسب حاجت کے ہوتا ہے
**ف ۱۱** علم واسطے بشر کے ایک امر طبیعی ہے بشر اوسکی طرف محتاج ہوتا ہے امتیاز انسان کا سائر
حیوانات سے اسی فکر و ادراک کلیات سے ہے جسکے سبب سے تحصیل معاش کرتا ہے اور اللہ
و رسول کی بات کو مان کر عمل و اصلاح آخرت مین مشغول ہوتا ہے ورنہ حس و حرکت و غذا و جفنا
و ول وغیرہ امور لوازم حیوانیت مین سارے بہائم شریک انسان کے ہین یہ علم و کتابت لوازم
تمدن سے ہے حکمت الٰہیہ کی اقتضا سے انسان کو نطق بلا حروف ملفوظہ مرحمت ہوئے پھر ترکیبات
حروف سے مختلف زبانین نکلین علوم متنوعہ حادث ہوئے پھر جنکی ہمتین بلند تھین اونہون نے
نرے محاورہ پر اکتفا نکیا بلکہ استنباط معارف کا فرمایا تلاحق افکار سے ازدیاد علوم کا ہوا **ف ۱۲**
اول ظہور علم و کتاب کا یون ہوا کہ آدم علیہ السلام عالم جمیع لغات تھے **لقولہ تعالیٰ**
وعلم آدم الاسماء کلہا امام رازی نے کہا ہے المراد اسماء کل ما خلق اللہ تعالیٰ
من اجناس المخلوقات بجمیع اللغات التی یتکلم بہا ولدہ الیوم پھر سب سے پہلے جسنے
قلم سے لکھا ادریس علیہ السلام ہین یہ پوتے تھے شیث بن آدم کے انکا لقب ہرمس الہرامسہ
مثلث بالنعمہ تھا یہ پیغمبر بادشاہ حکیم تھے طوفان سے پہلے جتنے علم دنیا مین ظاہر ہوئے وہ انہین
سے ہوئے علم طب بھی انہین سے نکلا **ف ۱۳** یہ بحث کہ منشا انزال کتب کا کیا ہے اور لوگ
بحسب مذاہب و دیانات کے کتنی قسم پر ہین اور بحسب علوم کے کتنے اقسام پر ہین اس جگہہ ضرور
نہین ہے اسکا ذکر ابجد العلوم و کشف الغمہ مین ہمنے تفصیلاً کیا ہے وہی بس ہے رہے علوم اسلام

سوا انکی ضرورت یہ ہے کہ عرب کا ملک آخر عصر جاہلیت مین متفرق و پریشان ہوگیا تھا اللہ نے ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا قبائل عرب ایمان لا کر ملتزم شریعت اسلام ہوگئے اعتقاداً
و عملاً بعد حضرت کے زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ مین مشارق و مغارب ارض مفتوح ہوئے دولت
فرس و روم سب ہاتھ مین اسلام کے آئی عرب کو صدر اسلام مین کچھ توجہ طرف علوم کے نہ تھی
یہی لغت عربیہ تھے اور معرفت احکام شریعت کے اور قدرے معارف طب تھے آخر عصر تابعین
تک اتحاد کلمہ کا اور اجتماع اخذ و عمل کتاب و سنت پر رہا پھر اختلاف آرا و انتشار مذاہب کا ہوا
نوبت تدوین و تخمین کی آئی **ف ۱۴** حاجت تدوین کی یون ہوئی کہ صحابہ و تابعین کا عقیدہ
بسبب برکت صحبت نبوی و قرب عہد مصطفوی و قلت اختلاف و ندرت واقعات کی خالص مخلص
تھا وقت حاجت و ضرورت کے طرف ثقات کے رجوع کرتے تھے تدوین علم شرائع و احکام سے
مستغنی تھے بلکہ بعض سلف کتابت علم کو مکروہ رکھتے تھے کہتے تھے کتابت مین زیادت و نقصان
ممکن ہے اور حفظ مین تغیر نا ممکن حافظ ازکلم العلم کرتا ہے اور منجر عن الکتابۃ منجر بالظن ہوتا ہے لیکن
ٹھیک بات یہی ہے کہ کتاب و سنت دونون سے ثابت ہے اور حفظ مین بھی تغیر بطریق
نسیان و سہو وغیرہ آسکتا ہے بہر حال جب اسلام منتشر ہوا و امصار مین وسعت ہوئی اور صحابہ
اقطار زمین مین پھیل گئے اور فتنے برپا ہوئے اور اختلاف آرا کا ہوا اور کثرت فتاوی کی ہوئی
اور لوگ طرف کبرا و اکابر کے آنے لگے تب اہل علم و دین نے تدوین حدیث و فقہ مین ہاتھ ڈالا
اور علوم قرآن و سنت کو جمع کیا اور نظر و استدلال و اجتہاد و استنباط و تمہید قواعد و اصول و ترتیب
ابواب و فصول و تکثیر مسائل مع الدلائل و ایراد شبہات مع الاجوبہ و تعیین اوضاع و اصطلاحات و
تبیین مذاہب و اختلافات کرنے لگے یہ ایک مصلحت عظیمہ و فکرت مستقیمہ تھی جسکو مستحب سمجھا بلکہ
واجب **ف ۱۵** سب سے پہلے تالیف اسلام مین جسنے کی وہ امام عبد الملک بن جریج بصری ہین متوفی سنہ ۱۵۵
یا سعید بن ابی عروبہ متوفی سنہ ۱۵۶ یا ربیع بن صبیح متوفی سنہ ۱۶۰ پھر سفیان بن عیینہ و مالک بن
انس نے مدینہ مین اور عبد اللہ بن وہب نے مصر مین و معمر و عبد الرزاق نے یمن مین و سفیان

موطا امام مالک کے اور مسند امام احمد کا مشہور ہے انکے زمانہ سے متصل زمانہ اصحاب صحاح
کا تھا انکی تالیفات علم حدیث و جمع سنن و تنقیح صحیح و تمییز سنت مین ہو گئے۔ انھون انکا
علم فقہ و حدیث کے اہل زمانہ مشہود لہا بالخیر مین گذرے ہین سو تیسا وس حدیث کے جسمین
چار قرن کا ذکر آیا ہے اور مسلم نے اوسکو اپنے صحیح مین روایت کیا ہے اسلیئے یہ کتب ہشتگانہ
یعنی موطا و مسند احمد و صحاح ستہ افضل کتب روی زمین مین بعد کتاب اللہ کے ہیں تمام دین
ما سبق کا بحسب صحت و شہرت و قبول کے ایک علم و بات ہے مگر اور سبکا مدار کتب اصول حدیث
ہین مدار سارے اسلام و احکام دین کا انہین کتب ہشتگانہ پر ہے اگر کسیکو علم ان کتب کا
بوجہ اتقان و سماع صحیح ہمراہ شروح کے حاصل ہو تو غنیمت کبریٰ ہے اور وہ شخص لائق
ضبط سمجھا جائے گا اور ایسے شخص کو ہرگز حاجت طرف کسی اور کتاب کے نہو گی ان کتب
کے سنن واسطے حوادث آئندہ کے تا قیام ساعت بعمومات و کلیات و جزئیات
خود کفایت کرتی ہین بشرطیکہ سالم انکا نمرہ متقین متقنین سے ہو یہی علم اور یہی علما او جو لوگ
کہ مثل انکے یا انکے روش پر ہین یا انسے قریب تر ہین قول و فعل و حال مین مصداق اون
فضائل علم و نتائج علم کے ہین جو آیات و اخبار مین آئے ہین نہ وہ علما دنیا طلب ریاکار
فاسق فاجر جو چیلے و غلام حکما یونان کے ہین یا جنہون نے فنون حکما یونان اور انکے
افراخ کو علوم حدیث و قرآن پر اختیار کیا ہے یا اختیار نہین کیا بلکہ واقف علم دین ہین فقیہ طبق

نزدیک بخاری کے آئی ہے اس باب مین اور بہی احادیث آئی ہین **ف** حدیث عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ مین بیع عربون سے نہی فرمائی ہے اخرجہ احمد والنسائی وابوداؤد عربون
کہتے ہین بیعانہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشندہ کو اس شرط پر دیا کہ اگر
مین اوس چیز کو مول نہ لون تو یہ درہم تیرا ہوا بغیر کسی شئے کے حدیث زید بن اسلم جسمین حلت
عربون کی آئی ہے اخرجہ عبدالرزاق وہ اولاً تو مرسل ہے ثانیاً اوسمین ابراہیم راوی
ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہین ہو سکتی ہے موطا ومنہاج مین بہی ذکر عدم
صحت اس بیع کا آیا ہے **ف** فروخت کرنا عصارہ انگور کا ایسے شخص کے ہاتہہ جو اوس سے
شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث انس مرفوعاً ملعون ہے بائع وشارب ومشتری وعاصر خمر رواہ
الترمذی وابن ماجۃ ورجالہ ثقات واخرج نحوہ احمد وابن ماجۃ وابوداؤد
وصححہ ابن السکن دوسری حدیث مین دربارہ خمر دس نفر پر لعنت آئی ہے اونمین بائع و
مشتری وساقی وحامل ومحمول الیہ وغیرہ بہی داخل ہین بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے روکا
انگور کو ایام قطاف مین تا کہ فروخت کرے اوسکو ہاتہہ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص
کے جو اوسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گہسا آگ مین بصیرت پر رواہ الطبرانی فی الاوسط
واسنادہ حسن یعنی دیدہ ودانستہ جہنم مین گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ ثمن خمر علی الاطلاق
حق مین ہر شخص کے فروشندہ ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتہہ فروخت نکرے بلکہ کسی
کافر ہی کے ہاتہہ کیون نہ بیچے تجارت خمر کا نام آجکل آبکاری ہے امرا ورؤسا اس تجارت
وحرفہ پر محصول لیتے ہین یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہین کچہہ لوگون نے منجملہ
اہل عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تہا کہ ہم کچہہ پہل کہجور وانگور کے خرید کر کے شیرہ اونکا بطور خمر
کے نکال کر بیچتے ہین کہا مین گواہ کرتا ہون تمپر اللہ اور اوسکے فرشتون کو اور جو کوئی جن و
انس سے اس بات کو سنتا ہو اوسکو اس بات پر کہ مین حکم نہین دیتا ہون تمکو کہ تم اونکو
خریدو یا بیچو یا نچوڑو یا پلاؤ کہ وہ ایک رجس ہے عمل شیطان سے مسوی مین کہا ہے

والعلیہ اہل العلم **ف** بیع کالی بکالی حرام ہے مراد یہ ہے کہ قرض کو قرض کے بدلے فروخت کرے
حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے
رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ رافع بن خدیج کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ نہی عن بیع الکالی
بالکالی دین بدین اخرجہ الطبرانی اسکی سند میں موسی زبدی ضعیف ہے امام احمد نے کہا اس
باب میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی لیکن لوگوں کا عدم جواز بیع دین بدین پر اجماع ہے جو
احادیث اشتراط التقابض میں آئی ہیں جیسے حدیث اذا کان یدًا بید وحدیث مالم یتفرقا
وبینکما شیٔ وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہیں **ف** جس چیز کو خرید کیا ہے اوسکا فروخت کرنا قبل
قبض کے حرام ہے بدلیل حدیث جابر مرفوعًا جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نکر تو اوسکو
جب تک کہ پورا نہ لیلے یعنی تول کر تیرے قبض میں نہ آجاوے اخرجہ مسلم ودوسرا لفظ مسلم کا
یہ ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے سلع یعنی رخت وسامان
سے یہانتک کہ استیفا کر لے اوسکا لفظ سلع کا شامل ہے غلہ وغیرہ اشیا کو جنکا لین دین ہوتا
رہتا ہے حدیث زید بن ثابت میں اتنا اور آیا ہے یہانتک کہ اوٹھا لیجاوین اوسکو تجار اپنے
گھروں میں جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ
حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاموال تداولًا واحتیاج میں یہی غلہ ہے اگر
استیفا اوسکا نکریگا تو بائع اوسمین تصرف کر سکتا ہے اس صورت میں قضیہ وقضیہ ہوگا
اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم ہر منقول میں جاری ہے اسلئے کہ مظنۂ تغیر وتعیب کا ہے
اس صورت میں خصومت درخصومت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل
شیٔ الا مثلہ سو یہی قول موافق تر ہے ساتھ قیاس کے بوجہ علت مذکور انتہی مسوی
میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے جسمین کچھ اختلاف نہیں یہی ہے کہ
جسنے کوئی طعام خرید کیا جیسے گیہون جو جوار باجرہ سُلت یا کوئی اور شئے حبوب قطنیہ سے یا جو
مانند اسکے ہے وجوب زکوۃ میں یا کوئی شئے ادم میں سے جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دہی شیر

وغیرہ تو خریدار اوسکو فروخت نکرے جب تک کہ اوسکا قبض واستیفا نکر لے شرح سنہ مین
کہا ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اوس طعام کا قبل قبضہ کے
جائز نہین ہے ہان ماسوای طعام مین اختلاف ہے شافعی و محمد کے نزدیک طعام و متاع و
عقار مین کچھہ فرق نہین ہے یعنی جیسا حکم غلہ کا ہے ویسا ہی حکم ہر سامان وزمین کا ہے کہ قبل قبض کے
کسی کو بیع نکرے ابو حنیفہ وابو یوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبض کے جائز ہے نہ
بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوای مطعوم کے بیع قبل قبض کی جائز ہے انتہی امرا
اکثر لوگون کو بابت ارزاق وعطیات کے چٹہیات لکھدیتے تھے لوگ اوس کاغذ کو قبل قبض کے
فروخت کر دیتے تھے خریدار خریدکے قابض ہوجاتا اسکا نام بیع صکوک تہا واللہ اعلم ف
بیچنا طعام کا قبل جاری ہونے دو صاع فروشندہ وخریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان مین مرفوعا
آیا ہے تو جب کچھہ مول لے تو تول کر لے اور جب کچھہ بیچے تو تول کر دیجیو رواہ احمد والبخاری
جابر کا لفظ یہ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہانتک کہ جاری ہون اوسمین دو صاع ایک
بائع کا دوسرے مشتری کا رواہ ابن ماجۃ والدارقطنی والبیہقی اسکی اسناد مین ابن ابی لیلی
ہے اس باب مین ایک حدیث ابو ہریرہ کی باسناد حسن آئی ہے جمہور کا مذہب بہی یہی ہے ف
استثنار کرنا بیع مین صحیح نہین مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوع جابر کہ نہی کی ہے حضرت نے
بیع ثنیا سے اخرجہ مسلم وغیرہ نسائی و ترمذی وابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ
معلوم ہو جابر نے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتہہ بیچا تہا اپنی سواری اوسپر تا مدینہ مستثنی ٹہیرالی تہی ف
تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع مین جائز نہین ہے حدیث ابو ایوب مین مرفوعا آیا ہے جسنے
تفرقہ کیا درمیان والدہ وولد کے تفرقہ کریگا اللہ درمیان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن
قیامت کو اخرجہ احمد والترمذی والدارقطنی والحاکم وصححہ علی مرتضی نے دو غلام برادر
یکدیگر جدا جدا فروخت کئے تھے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پہیر لو فروخت نکرو اونکو مگر مجموع
اخرجہ احمد وصححہ ابن خزیمہ وابن جارود وابن حبان والحاکم وغیرہم حدیث ابو موسی

میں حضرت نے لعنت کی ہے اوس شخص پر جو جدائی ڈالے درمیان والدہ و ولد و اخوین کے رواہ ابن
ماجة والدارقطنی باسناد لا باس به علی مرتضی نے ایک کنیز اور اوسکے بچے کو الگ الگ
بیچا تھا حضرت نے نہی فرمائی اور بیع رد کر دی اخرجه ابو داؤد والدارقطنی والحاکم وصححه
اسکی سند مین انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اسمین تامل ہے زواجر مین اس تفریق
بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق مین یہ شرط لکھی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اوسکے
ولد غیر ممیز کے ہو بسبب صغر یا جنون کے اور تفریق بسفر کو بھی حرام بتایا ہے **ف** فروخت
کرنا حاضر یعنی شہری کا واسطے بادی یعنی دہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر مین نہی آئی ہے
اس بات سے کہ کوئی حاضر واسطے بادی کے بائع بنے اخرجه البخاری جابر کا لفظ نزدیک
مسلم وغیرہ کے یہ ہے چھوڑ دو لوگون کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین
مین یون ہے ہم منع کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دہاتی کے اگرچہ اوسکا حقیقی
بھائی کیون نہو اسی پر اہل علم ہین منہاج مین اسکی مثال یہ لکھی ہے کہ کوئی مسافر وہان ایسی چیز
لائے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اوس دن کے نرخ پر اوسکو فروخت کرے تو شہری
اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چھوڑ جا مین بتدریج اوسکو فروخت کر دونگا وقایہ مین
کہا ہے کہ بیع حاضر کی واسطے بادی کے بطمع گرانی قیمت زمان قحط مین مکروہ ہے **ف**
تناجش کرنا بیع مین حرام ہے تناجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شے کی قیمت دوسرے شخص کے
دہوکا دینے کو بڑہا دے اور خود اوسکا خریدنا اوسکے جی مین نہو صحیحین مین حدیث ابو ہریرہ سے نہی آئی
ہے نجش کرنے سے اسی طرح حدیث ابن عمر مین نزدیک شیخین کے واخرجه مالک ایضا اسی
پر اہل علم سبھی ہین وقایہ مین بھی نجش کو مکروہ کہا ہے زواجر مین نجش کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے
اور لکھا ہے کہ النجش هو ان یزید فی الثمن لا لرغبة بل لیخدع غیره **ف** بیع پر بیع کرنا
حرام ہے حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے بیع نکرے کوئی تم مین بیع پر اپنے بھائی کی رواہ
احمد والنسائی ونحوه فی الصحیحین من حدیث ابی هریرة بلفظ لا یبیع الرجل علی بیع اخیه

یہ بھی آیا ہے کہ جسنے بیع کی دو آدمی سے تو وہ شئے واسطے خریدار اول کے ہے اخرجہ احمد و
ابوداؤد والنسائی والترمذی وحسنہ وصححہ ابوزرعۃ وابوحاتم والحاکم موطا مین ابن عمر
سے مرفوعًا آیا ہے کہ بیع نکرے بعض تمہارا البعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز ٹہیرالی اب دوسرا
شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتھہ بیچڈالے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج مین کہا ہے قبل
لزوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ نکہے کہ تو شرا او فسخ کر دے یہی شرا
بالای شرا سو وہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کر دے مین تجکو زیادہ دام دونگا زواجر
کا لفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اسکو پھیر دے
مین اسی قیمت پر تجکو بہتر اس سے فروخت کر دونگا یا مثل اسکے اس قیمت سے کم پر دونگا
شرا علی الشرا یہ ہے کہ بائع سے زمن خیار مین یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر دے مین
تجسے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کر لونگا شافعیہ کہتے ہین نرخ کرنا نرخ پر بغیر اذن کے اس طرح پر کہ قیمت
بڑہادے بعد تصریح واستقرار قیمت کی یا مشتری پر چیز بہتر کو عرض کرے اسکی تحریم او بیع وقبل لزوم کے
سخت تر ہے **ف** تلقی رکبان ممنوع ہے یعنے جو بیوپاری باہر سے شہر مین آتے ہین اون کو آگے بڑہکر لینا اور
قبل اسکے کہ اونکو نرخ شہر پر اطلاع ہو اونسے سودا کر لینا حرام ہے کیونکہ اونکو اختیار ہے کہ جب غبن معلوم کرین تو بیع قائم
رکھین یا نرکھین ابوہریرہ کہتے ہین منع کی ہے حضرت نے تلقی جلب سے پس اگر تلقی کرے کسی انسان نے
خریداری کی ہے تو صاحب سامان کو خیار ہے وقت آنے بازار کے رواہ مسلم وغیرہ ابن مسعود
کا لفظ صحیحین مین یون ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے تلقی بیوع سے ونحوہ فیہما من حدیث
ابن عمر وابن عباس مالک کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعًا یہ ہے کہ تلقی نکرو تم رکبان یعنے کاروان کے
واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی ہین **ف** احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعًا کہتے ہین جسنے
احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ بری ہوا اللہ سے اور بری ہوا اللہ اوس سے رواہ احمد والحاکم
وابن ابی شیبۃ والبزار وابو یعلی اسکی سند مین اصبغ بن زید ہے وفیہ مقال مسلم کا لفظ مرفوع
حدیث معمر بن عبد اللہ سے یہ ہے احتکار نہین کرتا مگر خاطی واخرج نحوہ احمد والحاکم من حدیث

ابی ہریرۃ اسی پر اہل علم ہین نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ جو احتکار محرم ہے وہ خاص
اقوات مین ہوتا ہے جیسے کہ وقت گرانی کے غلہ خرید کرکے رکھ چھوڑے فی الحال فروخت نکرے
تاکہ جب نرخ اوسکا خوب مہنگا ہو تب اوسکو بیچے سوای اقوات کے اور کسی چیز مین احتکار کرنا منع نہین
ہے ہدایہ مین احتکار اقوات آدمی و بہائم کو مکروہ کہا ہے جبکہ شہر مین بسبب اوس احتکار کے
ضرر ہو زواجر مین احتکار طعام کو منجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے اسلئے کہ احادیث مین محتکر کے لیے
یہ وعیدات شدیدات آئی ہین جیسے لعنت و برات خدا و رسول و ضرب جذام و افلاس وغیرہا اسی
اہل احتیاط تجارت غلات کی نہین کرتے ہین ف حاکم کو درست نہین ہے کہ نرخ غلہ جات کا اپنی
طرف سے مقرر کرے حدیث انس مین آیا ہے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ نرخ مقرر فرماوین کہا
مسعر قابض باسط رازق اللہ ہے مین امید کرتا ہون کہ ملون مین اللہ سے اور مطالبہ نکرے
کوئی تم مین کا مجھسے بابت کسی مظلمہ خون و مال کے رواہ احمد واهل السنن والدارمی
والبزار وابو یعلی وصححہ ابن حبان والترمذی ہدایہ مین کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت مین
زیادتی بیحد کرین اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدون تسعیر یعنی تقرر نرخ کے عاجز
ہو تو بمشورہ اہل رای و تدبیر سلطان کا نرخ مقرر کر دینا لاباس بہ ہے ف وضع کرنا جوائح
کا واجب ہے جائحہ کہتے ہین آفت کو جو ثمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث جابر مین آیا ہے
کہ حضرت نے جوائح کو وضع کیا ہے اخرجہ احمد والنسائی وابو داود اور مسلم کا لفظ یہ ہے کہ امر فرمایا
وضع جوائح کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے بھائی کے پھل فروخت کیا ہے اور اوس
پھل کو کچھ آفت پہنچی ہے تو حلال نہین ہے تجھکو کہ لے تو اوس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے
بھائی کا یہ حدیث عام ہے زراعت و باغات وغیرہا کو اس باب مین عائشہ و انس سے بھی صحیحین
مین مرفوعا آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و لیث و سائر کوفیین کا لیکن اسکو مستحب
کہتے ہین اور ظاہر حدیث وجوب ہے ف سلف ربیع حلال نہین ہے جسطرح کوئی شخص
کسی شخص سے یون کہے کہ مین تمری یہ چیز اتنی قیمت پر لیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھکو

فلان چیز قرض دے سو یہ عقد بیع ناجائز ہے اسی پر اہل علم ہین شرح السنہ مین مثال اسکی یہ لکھی
ہے کہ مثلاً یون کہے کہ مین اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہون اس شرط پر کہ تو مجکو دس درہم
قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے ف صحیح نہین ہین دو شرطین ایک بیع مین
مثلاً یہ کہنا کہ مین اسکو ہزار درہم پر بیچتا ہون اگر تو نقد لیتا ہے اور دو ہزار پر دیتا ہون اگر
تو اودھار لیتا ہے یا یون کہے مینے یہ کپڑا تیرے ہاتھہ بیچا اسکا دھونا یا سینا مجپر ہے حجہ بالغہ
مین اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اوس سے مقرر کرے جیسے
یہ کہ اوسکو فلان شئے ہبہ کردیگا یا اوسکی سفارش نزدیک فلان کے لیجائیگا یا اگر ضرورت فروخت
کرنے اوس شئے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتھہ نہ بیچے گا اور مثل اسکے کہ یہ دو
شرطین ہوتی ہین ایک صفقہ مین حدیث ابن عمر مین مرفوعاً آیا ہے حلال نہین سلف و
بیع اور نہ دو شرطین ایک بیع مین اور نہ ربح اوس شئے کا جسکا ضامن نہین ہے اور نہ بیع
اوس چیز کی جو پاس تیرے نہین ہے اخرجہ احمد وابوداؤد والنسائی والترمذی و
صححہ وکذلک صححہ ابن خزیمۃ والحاکم ف دو بیع کرنا ایک بیع مین ممنوع ہے
شرح السنہ مین اسکی دو صورتین لکھی ہین ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور ادھار بیس
درہم پر ہے ایک سال کے لیے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل
سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ مینے اس غلام کو بیس دینار پر تیرے ہاتھہ فروخت
کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتھہ بیچدے حدیث ابوہریرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ
نہی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع مین رواہ احمد واہل السنن وصححہ
الترمذی ابوداؤد کا لفظ یہ ہے جسنے دو بیع کین ایک بیع مین اوسکے لیے انقص اونکا
ہے یا ربا واخرجہ احمد من ابن مسعود بلفظ نہی عن صفقتین فی صفقۃ ف ربح مالم
یضمن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گذر چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شئے فروخت کرے جو کہ
اسکے ضمان مین داخل نہین ہوئی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے ف بیع اوس چیز

کی جو پاس بائع کے موجود نہیں ہے منع ہے حکیم بن حزام نے کہا تھا اے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص میرے پاس آکر مجھ سے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شئے میرے پاس موجود
نہیں ہوتی ہے میں اوسکے ہاتھ اوسکو بیچ دیتا ہوں پھر بازار سے خرید کرکے دیتا ہوں فرمایا
لا تبع ما لیس عندک اخرجہ احمد واہل السنن وصححہ الترمذی وابن ماجۃ مراد
وہ چیز ہے جو اسکے ملک وقدرت میں نہیں ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اوسکے اذن کے فروخت
کرتا ہے اسمین دھوکا ہے معلوم نہیں ہے کہ غیر اجازت دیگا یا نہیں یہ قول شافعی کا ہے
ابوحنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لکن خلاف ظاہر حدیث
ہے یہ تفصیل حضرت نے نہیں فرمائی اہل علم کے نزدیک بیع قطوط کے جب تک نزدیک
مکتوب الیہ کے پہنچیں اور وہ اونکا مالک ہوکر فروخت نکرے تب تک جائز نہیں ہے مراد
قط سے صک ہے ومنہ قولہ تعالی عجل لنا قطنا **ف** بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز
ہے ابن عمر سے صحیحین مین آیا ہے ایک آدمی بیوع مین دھوکا کھایا کرتا تھا لوگ اوسکو ٹھگ لیتے
تھے حضرت نے اوس سے فرمایا تو یون کہدیا کر لاخلابۃ یعنی اگر اسمین کچھ فریب دغا بازی
ہوگی تو یہ بیع قائم نرہیگی اس باب مین حدیثین آئی ہین خلابت سے مراد خدیعت ہے ظاہر
یہ ہے کہ جسنے یہ بات کہی اوسکو خیار حاصل ہے خواہ مغبون ہو یا نہو **ف** خیار مجلس ثابت
ہے جب تک کہ دونون جدا نہون حدیث حکیم بن حزام مین آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے بیعان
یعنے بائع ومشتری خیار رکھتے ہین جب تک کہ متفرق نہون رواہ الشیخان وفیہما نحوہ
من حدیث ابن عمر موطا مین لفظ ابن عمر کا مرفوعًا یہ ہے ہر ایک دونون متبایع سے خیار رکھتا ہے
اپنے صاحب پر جب تک کہ جدا نہون مگر بیع خیار وفی الباب احادیث ایک جماعت صحابہ کا
مذہب ثبات خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین بھی اسکی قائل ہے نقل ذلک عنہم البغوی
بلکہ ابن حزم نے یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ لا یعرف لہم مخالف من التابعین الا النخعی وحدہ
حنفیہ ومالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صفقہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار نرہا لکن حق

## باب ۳ بیان مین مکاسب محرمہ کے

منجملہ اِن مکاسب کے ایک ربا یعنی سود خواری ہے قال تعالیٰ احل اللہ البیع وحرم الربا وقال تعالیٰ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ اہل علم کا اتفاق ہے اِس بات پر کہ ربا کبیرہ ہے اور عقد ربا باطل اور بجز رد راس المال کے کچھہ واجب نہین آتا ہے اور تنگدست کو آسودگی تک مہلت دینا چاہیے

**مسئلہ** بیچنا سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے گیہون کا گیہون سے جَو کا جَو سے کھجور کا کھجور سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہان جب یہ اجناس مختلف ہون تو پھر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھون ہاتھہ اِن چھہ چیزونکی تحریم بیع منصوص احادیث صحیحہ سے ہے جسقدر حدیثین صحیحین وغیرہما کی اس بارہ مین آئی ہین اُنکے دیکھنے سے اشیاء ششگانہ کا ذکر ہے بس بس لکن حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ فقہاء نے تفقطن کیا ہے کہ ربا محرم سوا ان چھہ چیزون کے اور اشیاء مین بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم اُنسے متعدی ہوکر طرف ہر شئے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ مین کہا ہے کہ ان چھہ اشیاء مین ربا ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے اسلئے کہ حدیث مین نص ہے انپر مگر عامۂ علماء سوودہ ربا کو اِن چھہ پر مقصور نہین بتاتے ہین بلکہ اثبات ربا کا وجود وصف پر کرکے یہ کہتے ہین کہ یہ اوصاف جن اشیاء مین ہونگے حکم ربا کا اونکی طرف متعدی ہوگا ربا کو دراہم و دنانیر مین ایک وصف سے اور باقی چار اشیاء مین دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہین پھر اس وصف مین اختلاف ہے شافعی نے دراہم و دنانیر مین وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ وزن کو علت ٹھیراتے ہین لوہے تانبے روئی مین جریان ربا کا بتاتے ہین پہلے تو شافعی اشیاء اربعہ مین اعتبار وصف طعم کا مع کیل و وزن کے کرتے تھے یہی قول

سیم بسیم گندم بگندم جو بجو تمر بتمر نمک بنمک مثل بمثل سوا اگر بسوا اور دست بدست ہوتا ہے سیر
جب یہ اوصاف مختلف ہوں تو بیچو تم جس طرح چاہو جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو اس باب میں
اور بھی حدیثیں آئی ہیں **ف** جنس کا جنس سے بیچنا باوجود معلوم ہونے تساوی کے
جائز نہیں ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مثلا بمثل سواء بسواء وزنا بوزن
یہ دلیل ہے اس بات پر کہ فروخت کرنا کسی شئے کا اوسکی جنس کے ساتھ جائز نہیں ہے مگر
جبکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ دونوں میں مماثلت و مساوات ہے دوسری دلیل اسپر حدیث
جابر ہے مرفوعا نہی فرمائی ہے بیع صبرۂ تمر سے جسکا کہ کیل معلوم نہیں ہے ساتھ کیل معین
کے تمر سے اخرجہ مسلم وغیرہ یعنی کھجور کی ڈھیر کو بے ناپے بیچنا ممنوع ہے یہ دلیل ہے
اس بات پر کہ بیع اوسکی جائز نہیں مگر بعد علم کے پھر اگر احد المثلین کے ساتھ کوئی اور شے
ہو تو اوسکو کچھ تاثیر اس بارہ میں نہوگی فضالہ بن عبید کہتے ہیں دن خیبر کے میں نے ایک
قلادہ یعنی گلوبند بارہ دینار کو خرید کیا اوسمیں سونا اور دانے تھے میں نے اوسکو الگ الگ کیا
تو بارہ دینار سے زیادہ کا مال نکلا یہ ذکر میں نے حضرت سے کیا فرمایا فروخت نکیا جائے جبتک کہ
جدا کر لیا جائے ایک جماعت سلف کا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب و شافعی و احمد و اسحق اسکے
قائل ہیں ایک جماعت و حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمراہ مصاحبت شئے آخر کے تفاضل جائز ہوتا ہے
جبکہ وہ زیادت مساوی مقابل کے ہو **ف** میوۂ تر کا میوۂ خشک سے بیچنا درست نہیں ہے
بدلیل حدیث متقدم ابن عمر جس میں نہی فرمائی بیع ثمر حائط سے اگر نخل ہے ساتھ تمر کے کیل سے اور
اگر انگور ہے ساتھ زبیب کے کیل سے اسی طرح بدلیل حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حثمہ
جو اوپر گزر چکی ہیں ایک شخص نے پوچھا تھا کیا ہم تمر سے رطب خرید کریں یعنی خشک پھل دیکر تر
[illegible] سعد نے کہا میں نے سنا حضرت کو فرماتے تھے کیا کم ہو جاتا ہے میوہ تر خشک ہو جانے سے
کہا ہاں فرمایا اس طرح مت خرید کرو شافعی اسی پر ہیں و حدیث اصل ہے عدم جواز بیع تمر
معلوم میں ساتھ اوسی کی جنس کے جبکہ ایک رطب یعنی تر اور دوسری یابس یعنی خشک ہو

جیسے فروخت کرنا رطب کا تمر سے اور عنب کا زبیب سے اور بیچنا گوشت تازہ کا قدید یعنی گوشت خشک سے اکثر اہل علم اسیکے قائل ہین مالک وشافعی وصاحبین اسی طرف گئے ہین تنہا امام ابوحنیفہ قائل اسکے جواز کے ہین یہ قول اونکا قیاسًا ہے ابن القیم نے فساد اس قیاس کا ثابت کیا ہے کیونکہ نص کے مقابلہ مین قیاس مقبول نہین ہوسکتا **ف** اس بیع سے اہل عرایا مستثنی ہین یہ استثنار حدیث زید بن ثابت مین نزدیک بخاری وغیرہ کے ثابت ہوا ہے زید کہتے ہین رخصت دی ہے حضرت ؐ نے بیع عرایا مین کہ اندازہ کین کا کر فروخت کیا جاوے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عریہ مین کہ لین اوسکو گھروالے اندازہ سے تمر دیکر اور کھائین اوسکو تر و تازہ جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اذن دیا عرایا مین اس بات کا کہ فروخت کرین بعد اندازہ کرنیکے ایک وسق دو وسق تین وسق چار وسق اس باب مین اور حدیثین بھی آئی ہین مطلب یہ ہے کہ فقرا کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجازت دی تھی کہ تمر خشک کھجور دیکر مطابق اندازہ کے تر کھجور جو درخت پر لگی ہے لیکر کھائین یہ اسلیے کہ اونکے پاس کوئی باغ و درخت نہ تھا جمہور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی برخلاف اسکے ہے احادیث اوسپر راد ہین **ف** زواجر مین آیات ربا کی تفسیر اور صور ربا کو مفصلًا پانچ ورق تک لکھا ہے اور کہا ہے کہ ربا تین طرح پر ہوتی ہے ایک ربا فضل یعنی بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوضین متفقی الجنس کے آخر پر دوسری ربا ید یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قبض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق مجلس یا تخایر سے بشرط اتحاد علت ہر دو جیسے کہ دونون مطعوم ہون یا دونون نقد ہون گو جنس مختلف ہو تیسری ربا النسا یعنی بیع کرنا دو مطعوم یا دو نقد متفقی الجنس یا مختلفی الجنس کا ایک مدت تک اگرچہ ایک ہی لحظہ کیون نہو گو دونون برابر ہوان اور مجلس مین تقابض ہوا ہو پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو کمتر ایک صاع گندم سے یا زیادہ اوس سے فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پہ بیع کرے خواہ تقابض کرے

یا کمی سے اور حرمت شہر لکھا نہیں پائے دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک
صاع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم زر سے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو سے یا ایک پیسے یا
درہم زر کو دو درہم سیم سے یا اکثر سے فروخت کرے لیکن قبض کرنا ایک کا ان دونوں میں سے
مجلس سے متاخر ہو یا تخایر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم مثلاً ایک صاع
گندم سے یا ایک درہم سیم ایک درہم سیم سے فروخت کرے لیکن ایک میں تاجیل ہو گو ایک ہی
جنس کیوں نہ ہو گرچہ مساوی ہوں یا مجلس میں تقابض واقع ہو متولی نے ایک قسم چارم
اور زیادہ کی ہے اوسکا نام ربا قرض ٹھیرایا ہے لیکن حقیقت میں مراجع طرف ربا فضل کے
ہوتی ہے اسلئے کہ اوسمین کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقرض کو نفع حاصل ہوتا ہے
گویا اوسنے اس شرط کو قرض میں شامل کیا ہے اور یہ نفع اوسپر زیادہ ہے سو یہ چاروں اقسام
ربا کے بنص آیات و احادیث و اجماع حرام ہیں ہر قسم کو ایک انواع میں سے وہ وعید شدید
شامل ہے جو مطلقاً حق ربا میں آئی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع اوسکے معقول ہیں
اور بعض تعبدی جاہلیت میں جو ربا مشہور تھی وہ یہی ربا نسیہ تھی انتہی ما معلیہ قول
بعض اہل علم کا کہ ربا دار الحرب میں لینا جائز ہے مردود ہے احادیث صحیحہ سے کیونکہ وعیدات ربا کی
مطلق آئی ہیں مقید ساتھ کسی قید کے نہیں ہیں اور حلت و حرمت کسی شی کی حکم شارع سے
ثابت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس مصادم نص کا ہوتا ہے وہ باتفاق اہل علم فاسد الاعتبار
ہے واللہ اعلم **ف** حیلہ نکالنا ربا وغیرہ میں حرام ہے یہی قول ہے امام مالک و امام احمد
کا بلکہ اسکو گناہ کبیرہ کہتے ہیں شافعی و ابو حنیفہ کے نزدیک ربا میں حیلہ نکالنا جائز ہے دلیل
شافعی کی وہی حدیث عامل خیبر کی ہے جسمیں بیع تمر ردی کی درہم سے پھر خرید کرنا تمر جید
کا درہم سے آیا ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو صید
روز شنبہ سے منع فرمایا تھا اونہوں نے حیلہ نکال کر روز یکشنبہ صید کرنا شروع کیا اللہ
نے اونکو بندر سور کر دیا یہی حال اون لوگوں کا ہے جو واسطے ربا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہیں اللہ پر اسکا حیلہ مخفی نہیں رہ سکتا ہے ابوایوب سختیانی نے کہا ہے یخادعون اللہ
کما یخادعون آدمیا ولو اتوا الامر عیانا کان اھون علیھم انتہی ابن القیم نے اعلام الموقعین
میں بحث تحلیل و محتالین کی خوب ہے کشف و تفصیل سے لکھی ہے کہ بعد اوسکے کوئی شبہ حرمت
تحلیل میں باقی نہیں رہتا وللہ الحمد ف فروخت کرنا گوشت کا عوض جاندار کے ممنوع ہے
حدیث سعید بن مسیب میں آیا ہے نھی عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے جوا اہل جاہلیت
کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بعوض ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تھے ابوالزناد نے کہا
میں نے جتنے اہل علم پائے سب کو اس بیع سے منع کرنیوالا دیکھا خواہ یہ بیع اوسکے جنس سے کرے
یا غیر جنس سے ماکول سے ہو یا غیر ماکول سے شرح السنہ میں کہا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین
کا مذہب تحریم ہے شافعی بھی اسی طرف گئے ہیں حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے لیکن عمل
صحابہ نے اوسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہاں فروخت کرنا
ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اوسکی جنس کے ساتھ درست ہے حدیث جابر میں آیا
ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عوض دو غلام کے رواہ احمد واھل السنن وصححہ
الترمذی انس کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المومنین کو عوض سات سر کے
دحیہ کلبی سے اخرجہ مسلم حدیث طویل ابن عمر میں خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے
بعوض دو دو تین تین قلائص صدقہ کے آیا ہے اخرجہ احمد وابوداود اسکی سند میں
محمد بن اسحق ہے وفیہ مقال لیکن فتح الباری میں اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث
حسن میں نہی آئی ہے بیع حیوان بحیوان سے بطور نسیہ رواہ احمد واھل السنن وصححہ
الترمذی وابن الجارود لیکن یہ حدیث بروایت حسن عن سمرہ ہے اور حسن نے سمرہ سے
سماعت نہیں کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد نسیہ سے دونوں طرف سے سو یہ بیع کالی بکالی ہے
نہ ایک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا میں آیا ہے کہ علی مرتضی نے اپنا اونٹ عصیفیر نام عوض بیس
اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تھا اور ابن عمر نے ایک راحلہ عوض چار اونٹ کے بیس

ضمانت پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ مین وہ بیار ون اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا تھا
کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک مدت پر بیچنا کیسا ہے کہا لا باس ہے شافعی نے کہا یہ بیع
جائز ہے خواہ دونون ایک جنس ہون یا مختلف پھر ماکول اللحم ہون یا غیر ماکول اللحم خواہ ایک کو
ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دو سے ابو حنیفہ کہتے ہین یہ بیع جائز نہین ہے اور بیع
حیوان بحیوان لطبرانیہ مختلف فیہ ہے **ف** بیع عینہ جائز نہین ہے عینہ بکسر عین یہ بیع
یون ہوتی ہے کہ تاجر اپنا مال قیمت کرکے ایک مدت تک فروخت کر دے پھر اوسی مال کو
کم قیمت پر مشتری سے خرید لے حدیث ابن عمر مین مرفوعًا آیا ہے جب لوگ بخل کرینگے درہم
و دینار مین اور لین دین کرینگے ساتھ عینہ کے الخ تو نازل کریگا اللہ اونپر بلا الحدیث اخرجہ
احمد وابو داؤد والطبرانی وابن القطان حافظ ابن الحجر نے کہا ہے اسکے رجال ثقات
ہین دوسری دلیل اسپر روایت ابو اسحٰق سبیعی کی ہے کہ ام ولد زید بن ارقم نے عائشہ
سے کہا تھا کہ مینے ایک غلام ہاتھ زید بن ارقم کے آٹھ سو درہم پر ادہار فروخت کیا ہے پھر
اوسکو چھ سو درہم پر نقد خرید کر لیا ہے عائشہ نے کہا یہ تیرا لین دین بہت برا ہوا اوس کا
جہاد ساتھ حضرت کے برباد گیا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اخرجہ الدار قطنی لکن شافعی و ابن
کثیر نے اسکی تضعیف کی ہے مالک وابو حنیفہ واحمد کا مذہب عدم جواز بیع عینہ ہے شافعی
و شافعیہ قائل جواز کے ہین بیہقی نے اپنے سنن مین در بارہ نہی بیع عینہ ایک باب منعقد
کیا ہے **ف** غش کرنا یعنی دہوکا دینا بیع وغیرہ مین جیسے تصریہ گناہ کبیرہ ہے تصریہ یہ
کہ دودہ جانور کا نہ دوہے تاکہ زیادہ معلوم ہو اس بارہ مین احادیث عامہ وخاصہ آئی ہین
مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے من غشنا فلیس منا حضرت کا گذر ایک
ڈھیر طعام پر ہوا یعنے غلہ کی ڈھیر پر اوسمین ہاتھ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسکو اوپر کیون نرکھا کہ
لوگ دیکھتے پھر حدیث مذکور فرمائی رواہ مسلم وابن ماجۃ والترمذی ابو ہریرہ نے
ناحیۂ حرہ مین ایک آدمی کو دیکھا کہ دودہ مین پانی ملاتا ہے بیچنے واسطے فروخت کے کہا

تو کیا کہیگا جبکہ قیامت کو تجسے کہا جائیگا کہ اس پانی کو دودھ سے جدا کر رواہ الاصبہانی بیہقی نے
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تشوبوا اللبن للبیع ثم زواجر مین غش فی البیع کو منجملہ کبائر
کے گنا ہے اور بیان مین صور غش کی بہت تطویل کی ہے غرضکہ جس بیع مین کوئی صورت غش یا
غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز وحرام ہے ف آزاد کو فروخت کرکے اوسکی قیمت کھانا حرام
ہے ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے تین آدمی ہین جنکا مین خصم ہونگا دن قیامت
کو اونمین ایک وہ شخص ہے جسنے کسی آزاد کو فروخت کرکے اوسکی قیمت کھائی ہے
الحدیث رواہ البخاری وابن ماجۃ زواجر مین اسکو منجملہ کبائر ذنوب کے شمار کیا ہے یہ
طریقہ بردہ فروشی کا زمانہ جاہلیت مین تھا طحاوی نے کہا ہے کہ آزاد کو عوض قرض کے جو اوسکے ذمہ پہ
ہوتا تھا اول اسلام مین فروخت کر لیتے تھے جبکہ اوسکے پاس کوئی مال نہوتا اوسپر اللہ نے اس معاملہ
کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ ف منجملہ مکاسب حرام کے ایک
کھانا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جنکا ذکر باب سابق مین گذر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکتساب
محرمہ کے منجملہ کبائر ذنوب کے ہوتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا
اموالکم بینکم بالباطل اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہ کیا ہے بعض
نے کہا ربا قمار یعنی جوا غصب سرقہ خیانت شہادت زور اخذ مال بسوگند دروغ ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد
عقود فاسدہ ہین ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہین ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ
ہوگی انتہی یہ اسلئے کہ اکل بباطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم وستم ہو جیسے غصب خیانت
سرقہ یا بطریق ہزل ولعب ہو جیسے ماخوذ بہ قمار وملاہی یا بر وجہ مکر وخدعیت جیسے ماخوذ بعقد فاسد
بعض اہل علم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو بھی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر نکھائے
اس طرح کہ اوس مال کو فعل محرم مین خرچ کرے یا غیر کا مال بباطل خورد برد کر جائے جس طرح کہ
امثلہ مذکورہ ہین ف قولہ تعالی الا ان تکون تجارۃ استثناء منقطع ہے اسلئے کہ تجارت

جنس باطل سے نہین ہے کوئی سے منہی معنی اوس سے مراد کیون نہون اعدتاویل اوسکی
ساتھہ سبب کے تاک استشار منتسل شہیرے لئے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بعقود معاوضات
ہوتی ہے لکن الحاق قرض وہبہ ونحوہما کا ساتھہ اوسکے اور دلیلون سے ہے مراد اس لفظ سے
عن تراض منکم طیب انفس بروجہ مشروع ہے تخصیص ذکر اکل کی آیت شریف مین کچہ بطور تقیید کے
نہین ہے بلکہ اسلئے ہے کہ اکل اغلب وجوہ انتفاعات ہوتا ہے جسطرح کہ کریمہ ان الذین یاکلون
اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا مین کہا گیا ہے اور اس بحث کے اور تغلیظات
وارده اس بارہ مین سنت مطہرہ سے بہت کچہ آئی ہین ذکر بعض ادلہ کا مقدمہ رسالہ ہذا مین ہو چکا ہے
طبرانی کا لفظ باسناد حسن یہ ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلم دوسرا لفظ طبرانی و بیہقی
کا مرفوعا یہ ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرا لفظ طبرانی کا یہ ہے خوشی ہو اوس شخص
کو جسکا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر اوسکا لوگون سے
الگ ہے چوتھا لفظ طبرانی کا یون ہے ای سعد پاک کر تو مطعم اپنے کو یعنی حلال طعام کہایا کر
ہو جائیگا تو مستجاب الدعوۃ قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتھہ مین ہے جان محمد صلعم کی بندہ
ڈالتا ہے لقمہ حرام اپنے پیٹ مین کہ قبول نہین کیا جاتا عمل اوسکا چالیس دن تک اور جس بندہ
کا گوشت حرام سے اوگا ہے نار اولی تر ہے ساتھہ اوسکے **ف** بیہقی کا لفظ یہ ہے جسنے خریدی
کیا مال چوری کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوا وہ عار وگناہ وزدی مین حافظ منذری
نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد مین احتمال تحسین کا ہے اور اشبہ یہ ہے کہ موقوف ہو احمد کا لفظ
بسند جید یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے اگر کوئی شخص تم مین کا ایک رسی لیکر
طرف پہاڑ کے جاکر لکڑی کاٹے پھر اوس لکڑی کو اپنی پیٹھہ پر لادکر لائے اور بیچکر کہا لئے یہ بہتر ہے
اس سے کہ اپنے منہ مین لقمہ حرام رکہے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یون ہے اللہ نے تقسیم کیا ہے
درمیان تمہارے اخلاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے تمہارے بیچ مین ارزاق کو اور بیشک اللہ
دیتا ہے دنیا اوسکو جسکو محبوب رکہتا ہے اور محبوب نہین رکہتا اور

نہین دیتا دین مگر اوسی شخص کو جسکو محبوب رکھتا ہے الحدیث بطولہ بیہقی کا لفظ یہ ہے دنیا ہری
ومیٹھی ہے جسنے کمایا اوسمین مال حلال اور صرف کیا اوسکو محل حق مین ثواب دیگا اللہ اوسکو اور اوتار دیگا اوسکو جنت مین
اور جسنے کمایا مال غیر حلال اور خرچ کیا اوسکو غیر حق مین اوتار دیگا اوسکو اللہ گہر مین خواری کے بہت
سے لوگ گھسنے والے ہین مال مین اللہ و رسول کے اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اللہ تعالی کہتا ہے
کلما خبت زدناهم سعیرا ابن حبان کا لفظ یہ ہے لا یدخل الجنة لحم ودم نبتا من سحت
والنار اولی بہ ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یربو لحم نبت من سحت الا کانت النار اولی بہ سحت کہتے
ہین حرام مال کو یا مکاسب خبیثہ کو دوسرا لفظ بسند حسن یون ہے لا یدخل الجنة جسد غذی بحرام

**ف** زواجر مین اکل مال بباطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ سے یہ صراحت
ظاہر ہے اسلئے کہ یہ باب اکل اموال مردم بباطل سے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ داخل ہین اس باب مین
مکاس غاش سارق بطاط آکل ربا موکل ربا آکل مال یتیم شاہد زور جاحد عاریت آکل رشوت منتقص کیل
ووزن فروشندہ شئے عیب دار بلا اظہار عیب مقامر ساحر منجم مصور زانیہ نائحہ دلال جبکہ وہ اپنی اجرت
بغیر اذن بائع کے لیلے اور خبر دینے والا مشتری کو ساتھ زائد کے اور جسنے آزاد کو فروخت کرکے
اوسکی قیمت کہائی انتہی یہ قول مؤید ہے اوس بات کو جو زیر تفسیر آیہ گذر چکا ہے کہ اکل بباطل
شامل ہے ان سب اشیاء کو اور اوسکو جو کہ اس معنی مین ہو ہر شئے سے اور بغیر وجہ شرعی لی گئی
ہو جیسے بہیک مانگنا حدیث مین آیا ہے لائے جاینگے دن قیامت کو کچھ لوگ اونکے ہمراہ حسنات ہونگے
جیسے پہاڑ تہامہ کے جب وہ آوینگے تو اللہ اونکے حسنات کو ہبا منثور کردیگا اونکو آگ مین پہینکدیگا
کہا ای رسول خدا یہ کیونکر ہوگا فرمایا وہ لوگ نماز پڑہتے روزہ رکھتے زکوۃ دیتے حج کرتے تھے
اتنی بات تھی کہ جب کوئی شئے حرام سامنے اونکے آتی تو اوسکو لے لیتے اللہ نے اونکے اعمال
ہبا کردیئے انتہی زواجر مین اس حدیث کی تخریج نہین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر
کہ مال حرام کہانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ مین ساری نیکیان عبادات مفروضہ کی جنکو اوس
حرام خوار نے کیا ہے برباد ہو جاتے ہین وہ جہنم مین پہینک دیا جاتا ہے عیاذا باللہ **حکایت**

حکایت ایک شخص نے بعض صلحا کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا
اچھا کیا لیکن میں جنت سے محبوس ہوں دو من ایک سوئی کے جو میں نے عاریت لی تھی پھر واپس نہ کی
سفیان ثوری کہتے ہیں جسنے خرچ کیا مال حرام طاعت میں وہ مثل اوس شخص کے ہے جس نے
پاک کیا کپڑے کو بول سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر حلال کو ڈر سے وقوع کے حرام میں چھوڑ دیتے
تھے وہب بن ورد کہتے ہیں تو اگر ستون کی طرح قیام کرے تو کچھ نفع تجھکو نہوگا جب تک کہ تو
نہ دیکھے کہ تیرے پیٹ میں کیا جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر
ہر دن یا ہر رات یہ پکارتا ہے کہ جسنے حرام کھایا قبول نہیں ہوتا اوس سے صرف اور نہ عدل یعنے
عبادت فرض و نفل ابن المبارک کہتے ہیں میں اگر ایک درہم شبہ کا واپس کردوں تو یہ دوست
ہے مجھکو اس بات سے کہ میں صدقہ دوں تین لاکھ درہم دوسری حدیث میں آیا ہے جسنے حج
کیا مال حرام سے اور لبیک کہا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک وحجک مردود
علیک ابن اسباط کہتے ہیں جوان آدمی جب عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے اعوان سے
کہتا ہے دیکھو اسکا کھانا کہاں سے ہے اگر اوسکا مطعم طعام سوء ہوتا ہے تو کہتا ہے چھوڑ دو اوسکو
تھکانے تعب میں مبتلا ہے کوشش میں پڑا ہے وہ خود تمکو کافی ہو گیا یعنے یہ عبادت و جہد
اوسکا ہمراہ اکل حرام کے غیر نافع ہے قال تعالیٰ عاملة ناصبة یعنے محنت کرتے تھکتے ہیں
ابراہیم ابن ادہم کہتے ہیں تو اپنا مطعم پاک کر یعنے طعام حلال رزق طیب کھا تجھپر کچھ الزام
نہیں ہے کہ توراتوں کو قیام نہ کرے دن کو روزہ نہ رکھے بخاری و نسائی میں مرفوعاً آیا ہے الحلال
بین والحرام بین وبینهما امور مشتبهة فمن ترك ما يشتبه عليه من الاثم كان لما
استبان اترك ومن اجترأ على ما يشك فيه من الاثم اوشك ان يواقع ما استبان
والمعاصی حمی اللہ ومن یرتع حول الحمی یوشک ان یواقعہ یہ حدیث دلیل ہے احتراز پر
مال مشتبہ سے جسکا حلال حرام ہونا معلوم نہیں ہے چہ جائے اوس مال کے جسکا حرام ہونا یقینی
قطعی ہے جیسے امثلہ مذکورہ وجہ مزید استحقاق نار کے واسطے حرام خوار کے یہی ہے کہ اموال

غالباً استغراق بحقوق خلق اللہ و عباد اللہ ہوتے ہین سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب مین
دخیل تر ہین بہ نسبت حقوق خدا کے **ف** منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک انفاق سلعہ بحلف
کاذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ مین وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کے آئی ہے
جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب زواجر نے منجملہ کبائر ذنوب کے گنا ہے
بلکہ حلف پر کچھ موقوف نہین ہے مطلق دروغگوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنیکا بھی یہی
حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہا یا بے حلف تو کاذب
ہوا یہ کذب سبب ہوا محو برکت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت مین ٹھیرا یہ اور بات ہے
کہ یون کہے کہ مین اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہون لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ مینے اسکو دس درہم پہ مول لیا ہے
حالانکہ تو لیا اس سے بھی کم قیمت پر خریدا ہے مگر جھوٹ بول کر اور اس مقدار پر نفع باندھکر بیچا
ہے کہ یہ علاوہ معصیت دروغ کے ایک طرح کی خدیعت بھی ہے ساتھ مشتری کے واللہ اعلم
حدیث مین آیا ہے اہل نار پانچ آدمی ہین اونمین سے ایک وہ شخص بھی بتایا جو تجھکو صبح
و شام تیرے اہل و مال مین فریب دیتا ہے دوسری حدیث مین ہے المومن غر کریم والفا
خب لئیم یعنی ایماندار آدمی فریب کھا جاتا ہے بزرگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے
نالائق نابکار ہوتا ہے **ف** منجملہ مکاسب محرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع
مین کمی کر کے کمایا جاتا ہے قال تعالیٰ ویل للمطففین یعنی خرابی ہے اون لوگون کی
جو گھٹا لیتے ہین اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کر کے اسیلئے بعد اسکے یون فرمایا ہے
الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون یعنی جب
لوگون سے خرید کرین تو بھرپور لیوین اور جب اونکو ماپ یا تول کر کے دیوین تو کم کر دین پھر
فرمایا الا یظن اولئک انہم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین یہ وعید
شدید ہے حق مین مطففین کے سدی نے کہا حضرت مدینہ مین آئے ابو جہینہ نام ایک شخص
تھا دو مکیال رکھتا تھا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا اوسپر یہ آیت اتری ترمذی نے کہا

حضرت نے اصحاب کیل و وزن کو فرمایا تم ایسی امر کے والی ہوئے جسمین اگلی امتین پہلے
تمسے ہلاک ہوچکین مین حدیث ابن عباس مین نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہین کرتی
کوئی قوم ماپ تول کو لیکن کم کردیتا ہے اللہ اونسے رزق کو زواجر مین اس نجس کیل ووزن
وذراع کو کبائر ذنوب مین گنا ہے اسلئے کہ باب اکل مال مردم بباطل سے ہے **ف** منجملہ مکاسب
محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم وفا کسی سے لیکر کھاجانا اور اوسکا تلف کردینا اور
زواجر مین اسکو گناہ کبیرہ گنا ہے بخاری وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے جسنے لیا مال لوگون کا بارادہ اتلاف
تو تلف کردیگا اللہ اوسکو طبرانی کا لفظ یہ ہے جسنے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہے کہ ادا نکریگا
پھر مرگیا تو اللہ عزوجل دن قیامت کو اوس سے کہیگا تو نے گمان کیا کہ مین اپنے بندہ کا حق
نہ لونگا پھر اللہ اوسکے حسنات لیکر اوس دوسرے کو دیدیگا اگر حسنات نہونگے تو اسکی سیئات اوسکے
گلے باندھے جاوینگے ابن ماجہ وبیہقی کا لفظ یہ ہے کہ وہ اللہ سے سارق کی طرح ملیگا طبرانی کا لفظ یہ
جسنے خریدی کوئی شے اس نیت سے کہ اوسکے دام نہ دیگا تو وہ خائن مریگا اور خائن نار مین جائیگا
**ف** اس باب مین جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق
مین وعیدات شدیدات آئی ہین زواجر مین ہر ایک کے لئے انھین سے ایک باب جداگانہ
منعقد کیا ہے خلاصہ اونکا ہمنے رسالہ قواطع الشر مین لکھا ہے حاجت ذکر کی اس جگہہ نہین ہے
ان وجوہ مکاسب سے جب کسی وجہ پر آدمی مال کماویگا وہ مال اوسکا حرام ہوگا خواہ آپ
کمائے یا اپنے اہل وعیال واقارب کو کھلائے خواہ کسی راہ خدا مین صرف کرے اسی طرح
کمانا مال وقف یا لقطہ ناجائز یا مال وصیت یا ودیعت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو
بعوض رقص وسرود ومسخرگی ودروغگوئی و وکالت ناجائز واجارہ ظالمانہ کے حاصل ہوتا ہے
کہ یہ سب وجوہ حرام ہین ؛

## باب بیان مین مطاعم واشربہ محرمہ کے

اصل ہر شئے مین حلت ہوتی ہے حرام وہی شئے ہے جسکو اللہ ورسول نے حرام فرمادیا ہے اور جس

شئے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے **قال تعالی** قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی
طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس یہان نکرہ
سیاق نفی مین آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی مین مروی ہے کہ حضرت ﷺ سے سوال
گھی و پنیر و پوست کا کیا تھا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب مین حلال کر دیا ہے حرام وہ
ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھیرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو تمکو معاف
کر دی گئی ہے اخرجہ ابن ماجۃ والترمذی اسکی سند مین سیف بن ہارون ضعیف ہے
ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یون ہے جو کچھہ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب مین وہ حلال ہے اور جو
حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اسلئے کہ
اللہ کسی شئے کا بھولنے والا نہین ہے وما کان ربک نسیا اخرجہ البزار وقال سندہ
صالح والحاکم وصححہ ابو ثعلبہ مرفوعا کہتے ہین اللہ نے فرائض فرض کئے ہین تم اونکو ضائع
نکرو حدود مقرر کئے ہین تم اونسے تجاوز نکرو کچھہ چیزون سے سکوت فرمایا ہے واسطے رحمت
کے تمہارے لئے بغیر نسیان کے تم اونسے بحث نکرو اخرجہ الدارقطنی کتاب عزیز و سنت مطہرہ مین
بہت سے براہین اس اصل کے تقریر کرتے ہین اسلئے توجہ اقتصار کی رفع حل مین اوسی پر
ہے جسمین کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے منجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان تکون
میتۃ الخ اسی طرح **قولہ تعالی** حرمت علیکم المیتۃ **ف** جس شئے کو اللہ نے
کتاب اللہ مین حرام کیا ہے وہ حرام ہے **قال تعالی** حرمت علیکم المیتۃ مراد میتہ سے
وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدم مراد دم سے خون روان ہے جسکی تصریح دوسری آیت
مین آئی ہے مفسر قاضی ہے مبہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ مبہم اپنے
ابہام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے منتقض ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت مین
تقیید مذکور پر اتفاق کیا ہے ولحم الخنزیر ہر شئے خوک کی حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص
بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے جسکی صورت پر ایک قوم مسخ ہو گئی تھی

نوح علیہ السلام اور جو انبیا و رسل بعد اونکے آئے وہ سب خوک کو حرام کہتے رہے اور حکم دیا کہ اوس سے
دور رہین یہانتک کہ عیسی علیہ السلام بھی آسمان سے اوترکر قتل خنزیر کرینگے وما اهل لغیر الله
سے مراد اس سے ہر وہ حیوان ہے جسپر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر کا
لیا جاوے یا نہ لیا جائے والمنخنقة یعنی گلا گھونٹا ہوا جو کہ اختناق کی وجہ سے مرگیا ہے والموقوذة
یعنی ٹھیٹا جو کسی لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مقتول ہوا ہے والمتردیة یعنی وہ جو کسی اونچی جگہ سے
نیچے گرکر مرگیا ہے والنطیحة یعنی وہ جسکو کسی دوسرے جانور نے اپنی سینگ سے زخمی کرکے
مار ڈالا ہے وما اکل السبع یعنی وہ جو بچ رہا ہے کھانے سے درندے کے الا ما ذکیتم یعنی جسکو
تمنے ذبح کرلیا ہے وما ذبح علی النصب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر وان تستقسموا
بالازلام اور یہ کہ ڈالو تم پانسے ذلکم فسق تو آخر مین کہا ہے کہ مفسرین کہتے ہین کہ اللہ
پاک نے اس آیت مین اباحت سے گیارہ نوع کو مستثنے فرمایا ہے انکی تحریم موافق معقول کے
ہے مردار سے جو خود بخود مرگیا ہے دو چیزین مستثنے ہین ایک مچھلی دوسری ٹڈی اسلئے کہ اس باب مین
دو حدیثین صحیح آئی ہین حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ ذکوة جنین کی وہی ذکات اوسکی مان کی ہے سو
جب جنین بذکاة زندہ یا مردہ نکلیگا بحیات غیر مستقرہ تو وہ بہ تبعیت ام کے حلال ہوگا اگرچہ مثلا نو
اور اوسکے بال بھی ہون مرادیہ سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہو گئی ہے لیکن نہ بذکاة شرعیہ
اسمین انواع آئندہ داخل ہین جنین مذکور اس سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی منقطعہ یا ثقل سے
مرجایگا جیسے سنگ وغیرہ اور ہر وہ جانور جسکی حیات زائل ہوگئی ہے بہ ذکاة شرعیہ اگرچہ اوسمین
روانی خون کی اور خود خون نہو ہان وہ خون جو رگون اور گوشت مین لپٹا ہوا رہ جاتا ہے وہ
معاف ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت مین آئی ہے اور تقیید اطلاق آیت نہ کرتی
ہے خون خارج ہو چکا ہے پس اس خون سے جگر و طحال بحدیث صحیح مستثنے ہین حالانکہ قید مسفوح بھی
ان دونون کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت استثنا کی نہین ہے بعض اہل علم نے جمہور سے نقل
کیا ہے کہ خون حرام ہے اگرچہ مسفوح یعنے روان نہو اور قول ابو حنیفہ کو رد کیا ہے ساتھ حلت غیر

خنزیر سفق کی دلیل ہے کہ ماعم خنزیر کی طبیعت اخلاق ذمیمہ پر ہوتی ہے جیسے حرص فاحش
رغبت شدید منہیات مین سب بے غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کہانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت
قبیحہ آدمی مین پیدا نہو اسی سبب لئے جو قوم اسکو کہاتی ہے اوسمین یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہین بخلاف
گوسفند کے کہ اونکی ذات ان سب اخلاق ذمیمہ سے عاری ہے اس جگہہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا ہے
حالانکہ سارا خوک حرام ہے کیونکہ معظم و ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اسمین
خلاف نہین ہے کہ سارا خنزیر محرم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی
یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواجر کہتے ہین ہمارا مذہب
بھی یہی ہے بخلاف اوس شخص کے جسنے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آبی
ہمارے نزدیک ماکول ہے ما اھل لغیر اللہ بہ سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت
کے ذبح کیا گیا ہے اہلال کہتے ہین رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزی
کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت مین معنی ما اھل لغیر اللہ بہ کے یہ ہوئے
ما ذبح للطواغیت و الاصنام یہی قول ہے ایک جماعت کا دوسرون نے کہا ہے مراد
ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ ہے فخر رازی کہتے ہین یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی
مطابق لفظ آیت ہے علما نے کہا ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے
ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ہان ذبائح اہل کتاب
حلال ہین بدلیل **قولہ تعالی** وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم لکن اگر اہل کتاب
باسم مسیح ذبح کرینگے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمہ اربعہ وغیرہم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے
کہا کہ مطلقاً ذبیحہ اونکا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اھل لغیر اللہ بہ خاص ہی خاص
عام پر مقدم ہوتا ہے **حکایت** ابن عطیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ کسینے ایک
عالم سے استفتا کیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعبت کے نحر
کیا ہے اوس مفتی نے فتوی دیا کہ اوسکا کہانا حلال نہین ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

ذبح کیا گیا ہے انتہیٰ میں کہتا ہون اکثر مفسرین نے تفسیر لفظ ما اہل بہ مین قید ذبح کی لگائی
ہے اسلئے کہ مشرکین عرب اہل جاہلیت ذبح حیوانات واسطے اصنام کے کرتے تھے اور وقت
ذبح کے اونکا نام لیتے تھے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی لیکن بطریق اطلاق تاکہ شامل ذبائح مذکورہ
وغیر مذکورہ دونون رہے اور جس ذبیحہ پر نام غیر اللہ کا پکارا جاے اوسکا بھی یہی حکم ہو
خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر اللہ کا لے یا نہ لے ہمیں فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے
کیونکہ اونہون نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت ذبح کے قید نہین لگائی ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جس گاؤ کو مثلاً سید احمد کبیر کی شہیر کر اونکے نام سے اوسکو پکارین یا
بکرا شیخ سدو کا یا مرغا زین خان کا اوس سب کا حرمت مین وہی حکم ہے جو ما ذبح علی اسم
الصنم کا حکم ہے ولہذا صاحب شعاجر نے آیت شریف کے یہ معنی کہے ہین ما ذبح للطواغیت
والاصنام طواغیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہین ہو اور اصنام سے مراد خاص بت ہین
اس مسئلہ کی تحقیق شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی مین اور
تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعاۃ الایمان مین لکھی ہے یہ جگہ لائق اوس تفصیل مطول کے
نہین ہے اسی مدعا پر حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان
یا شیطان یا لہو ولعب صبیان یا نسوان مین ذبح کیا جاتا ہے اوسکا کہانا حرام ہوتا ہے نووی
مین کہا ہے منخنقہ وہ ہے جو خنق سے مرجاے بفعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اوسکا گھٹ کر
نکلی سے اہل جاہلیت حیوان کا گلا گہونٹتے تھے جب وہ مرجاتا تب اوسکو کہا لیتے موقوذہ
وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی شے کی یا لٹک کر وہ سست ہو کر مرگیا منجملہ اسکے مقتول بہ بندوق ہے
اوسکو حکم میتہ و منخنقہ کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مرگیا ہے متردیہ وہ ہے جو کسی جگہ
بلند جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پر گرکر یا کنوئے مین ساقط ہو کر مرگیا ہے اوسکا
کہانا بھی حرام ہے اگرچہ اوسکو تیر لگا ہو کیونکہ اول دفعہ مین اوس محدد سے زخمی ہو کر فنا اوسکی
حیات زائل ہوئی تھی اور نہ اوسکے سبب سے خون اوسکا بہا تھا اور دوسری دفعہ مین محدد

غیر محدد شریک ہو گیا اوس غیر کی شرکت نے اثر حرمت کا بخشا کیونکہ شرط حلت کی ازالہ حیات کا ہے
نری محدد جارح سے نطیحہ وہ ہے جسکو دوسرے جانور نے اپنی سینگون سے ہلاک کیا ہے وہ
حکم میتہ مین ہے اسلئے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات مین حرف ہا اس وجہ سے داخل
ہوا ہے کہ یہ اوصاف ہین گوسفند کے تخصیص اسکے ذکر کی یون ہے کہ اعم ماکولات یہی بکریان
ہین اور خروج کلام کا اعم اغلب پر ہوتا ہے اور مراد اوس سے کل ہے ہان حق نطیحہ یہ تھا کہ
اوسپر حرف ہا داخل نہوتا اسلئے کہ فعیل مین مذکر مونث برابر ہوتا ہے لکن جب کہ نطیحہ جارنی
مجری اسماء ٹھیرا تو قیاس فعیل سے باہر نکل گیا مراد ما اکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت
جب دیکھتے کہ درندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھہ اوسمین سے کھا لیا ہے تو باقی سا تی خود
کھا لیتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید تزکیہ سے معلوم ہوا کہ منخنقۃ و ما بعد مین جو زندہ
ہاتھہ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصب سے مراد وہ پتھر ہین جنپر اہل جاہلیت
ذبح کرتے تھے یا مراد نصب سے اصنام ہین اونکو واسطے پوجا کے کھڑا کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا ہے
باعتقاد تعظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریج نے کہا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو سات پتھر کھڑے تھے
جنکو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور اونکے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھہ اصنام
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہین جو مصور و منقوش ہون وہ لوگ اون پتھرون کو خون ذبائح
سے لتھیڑتے اور اونپر گوشت رکھتے تھے مسلمانون نے کہا ای رسولخدا اہل جاہلیت تعظیم
اس گھر کی خون سے کرتے تھے ہم احق تر ہین ساتھہ اسکے کہ تعظیم بیت کی کرین حضرت م
خاموش رہے یہانتک کہ یہ آیت اوتری لن ینال اللہ لحومھا و لا دماؤھا استقسام بالازلام
سے اسلئے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونمین جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پاس
سادن کعبہ یعنے خادم و پوجاری کے آتا اوسکے پاس سات قدح برابر کے رہتے تھے ایک
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لا تیسرے پر منکم چوتھے پر من غیرکم یعنے تزوج یا پانچوین پر ملصق
یعنی النسب چھٹے پر عقل یعنے دیت ساتوین پر لا تھے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اختلاف

ہوتا نسب یا تحمل دیت میں تو اس ہبل کے سبب میں بڑا صنم تھا اشتو درہم او بشرطیکہ نزدیک
صاحب اقداح کے آتے تاکہ وہ اوس مراد کو حل کر دے اور کہتے یا الٰہنا امرنا ربنا ہاکذا وکذا آپ
جو کچھ اون پانسون میں لکھا دیسا کرتے اللہ نے اس کام سے منع کی اور اس رزق کو ظلم کہا اور
فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قبیح بازی کا ہمراہ ان مناہم کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ منہام
بھی بمرادونکے پاس بیت کے اوٹے جاتے تھے قرطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے
ہوا کہ اس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے ضمیر ذٰلکم فسق کی سب کی طرف راجع ہے جسطرح
ست سے ائمہ شافعیہ نے اسکی تصریح کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع بہ مقبل ہے
ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ میں مقرر ہے وہ قاضی رجوع ضمیر طرف کل کے ہے اسلئے
کوئی وجہ تخصیص بالبعض کی پائی نہیں جاتی لیکن علماء نے تصریح ذکی نہیں کی ہے مگر قیاس قول کا اونکے
معلوم ہے اکل نجاست غیر معفو عنہا کا ملحق کرنا ساتھ خون کے جائیے جبکہ بلا تعدی ہو بعض اہل علم
نے اسکی تصریح بھی کی ہے انتہی کلام الزواجر ف تناول شئے نجس و مستقذر و مضر کا حرام ہے
بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینوں کبائر میں نجاست کا قیاس میتہ پر ہے اسلئے کہ حرمت میتہ
کی بوجہ ضرر کے نہیں ہے بلکہ بسبب نجاست کے ہے کما صرحوا بہ سو جب جو نجاست مردار حرام ٹھیرا
اور اللہ پاک نے اوسکا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفو عنہا ملحق بہ مردار ٹھیرے گی اس بنا
پر اکل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستقذر وہ چیز ہے جس سے جی گھن کرتا ہے جیسے آب بینی یا منی
یا مذی سو اوسکا کھانا بھی حرام ہے مضر شئے کا حکم خود ظاہر ہے کیونکہ مضر چیز مفسد بدن یا عقل
کی ہوتی ہے یہ افساد اثم عظیم ہے کیونکہ جسطرح کہ غیر کو ضرر دینا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر
پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولی تر ہے اسلئے کہ حفظ النفس ضروری اہم ہے حفظ غیر سے شافعیہ نے کہا ہے
اکل طاہر مضر کا حرام ہے جیسے مٹی اور سم جیسا افیون مگر قلیل بغرض تداوی ہمراہ غلبہ سلامت
کے جیسے نبات مسکر غیر مطرب کہ اوس سے تداوی کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے سکر لا دے
لیکن یہ بات جب ہے کہ دو طبیب عادل اس امر کو متعین کر دیں کہ اوس علت کو سوائے

اس دوا کے اوسی علاج نافع نہیں ہے اور اگر کسی ایک نبات مین شک ہو کہ وہ سم ہے یا نہیں یا
کسی دودہ مین کہ وہ ماکول ہے یا نہیں یا کسی اور شئے مین تو اوسکا تناول کرنا حرام ہے ہان
اگر کسی کہانے کے پکاتے مین مکہی وغیرہ گر کر ریزہ ہو گئی ہو تو اوسکا کہانا حلال ہے اور اگر کوئی
پرندہ یا جزو آدمی گر کر ریزہ ہو گیا ہے تو حلال نہیں ہے اور اگر ایک طعام جامد پہ نجاست
موجود ہو اور یہ شک پیدا ہو کہ وہ مائع یعنے پتلی یا جمی ہوئی گری ہے تو تناول اوسکا حلال ہے
اسلیئے کہ اصل اوسکی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گری ہو اس صورت مین ماحول
اوس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگرچہ گمان غالب یہی کیون نہو کہ وہ مائع گری ہوگی اور ود
ریاق یعنی تریاق جسمین گوشت سانپون کا مخلوط ہے اوسکا کہانا حرام ہے مگر ویسے ہی
ضرورت مین جسمین کہ اکل مردار کا جائز ہو جاتا ہے اور اگر ساری روی زمین رزق حرام
سے عام ہو جائے اور حلال روزی باقی نرہے اور نہ وجود ارباب معرفت کی توقع ہو تو اس صورت
مین تناول اوسکا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ تنعم اور یہ کچہ ضرورت پر بہی موقوف نہیں ہے

**ف** حیوان کئی طرح کے ہین ایک وہ جو مضر ہین اور نافع نہیں ہین جیسے سانپ بچہو
چوہا چیل سگ گزندہ کوا گرگ شیر چیتا اور سائر درندہ ہا اور دب و کرکس و عقاب و برغوث
و مور سیہ صغیر و چہپکلی و گرگٹ و بق و زنبور سو ان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ محرم
حرم مین مارے دوسری قسم وہ ہے جو نافع و ضار ہے جیسے فہد و صقر و باز سو ان کا
قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہیں ہے اور نہ مکروہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم
وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ ضار جیسے خنفسا و جعل یعنے گبریلا و سرطان و رخمہ سو انکا قتل کرنا مکروہ
ہے ہان ایسا کتا جسمین کہ نہ کچہ فائدہ ہے اور نہ نقصان اوسکی حلت مین تناقض ہے معتمد یہی حرمت
ہے اوسکی کما فی المجموع عن الاصحاب اسکے اور درمیان مذکورات کے یہ فرق ہے کہ وہ حکم شرع
مین ہین اسلیئے جو چیز کہ اونمین منتفر ہے وہ اونکے غیر مین منتفر نہیں ہے اونکا قول اس جگہہ اسکی
تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل نمل کبیر کو حرام بتلاتے ہین حالانکہ اوسمین نہ کوئی نفع ہے اور نہ ضرر ہے

اسی طرح فتاوی مین تحریم مسکر شدید خمارت و مسرود متقدع و کلب کے گوشت کا یا جراست کا
کہتا ہو اور گو سیاہ ہو هكذا في الزواجر ف تمام مین ذیل کتاب الاطعمہ اکل مسکر
ظاہر کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور مثال مین نام حشیشہ و افیون و شیکران یعنی بنج و عنبر و زعفران
و جوزة الطیب کا لیا ہے پہر کہا ہے کہ یہ سب مسکر ہین بعض کی تصریح نووی نے اور بعض کی
اورون نے کی ہے مراد اسکار سے اس جگہ یہ ہے کہ عقل کو چہپا دے لیکن نہ ہمراہ شدت مطربہ کے
کہ اوپر اسکے وہ خمریات سے مسکر مائع کے ہے اس تعریف اسکار سے معلوم ہوا کہ ان چیزون
کا مخدر نام رکہنا کچہہ منافی معانی اسکار کی نہین ہے سو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ سب اشیاء
مسکر یا مخدر ہین تو استعمال یا اکل انکا کبیرہ و فسق ہے اور جو احادیث وعید شارب مسکر
مین آئی ہین وہ حق مین شخص مستعمل کے کسی شے کے ان اشیاء مین سے بہی وارد ہوتی ہین
بسبب اشتراک کے ازالۂ عقل مین کیونکہ مقصود شارع کا ابقاء عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے فہم
کلام اللہ و رسول کا اسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور یہ عقل ایک وسیلہ ہے طرف
ایثار کمالات کے نقائص پر تو حق مین اوس شخص کے جو تعاطی کسی شے مزیل عقل کی کرتا ہے
وعید خبر صادق آئی ہے مسند احمد و سنن ابی داؤد مین آیا ہے کہ نہی فرمائی ہے رسول صلعم
نے ہر مسکر و مفتر سے علما نے کہا ہے جو چیز مورث فتور و خدر کے اطراف مین ہے وہی مفتر مخدر
ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مخدر و مفتر ہین عراقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تحریم
حشیشہ پر اجماع نقل کیا ہے اور مستحل حشیشہ کو کافر ٹہرایا ہے ائمہ اربعہ نے کلام اس شے پر اسلئے
نہین کیا کہ یہ حشیشہ اونکے زمانہ مین نہ تہا ظہور اسکا آخر صدی ششم و اول صدی ہفتم مین ہوا ہے جس وقت
کہ دولت تتار کا غلبہ ہوا تہا اور وی نے ذکر کیا ہے کہ بعض نباتات مین شدت مطربہ ہے اوسمین حد
واجب آتی ہے امام مجتہد ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جوزة الطیب یعنی جائفل مسکر ہے پہر
متاخرین شافعیہ و مالکیہ نے اس نقل پر اعتماد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریم کے کافی ہے ابن العماد
نے مبالغہ کر کے حشیشہ کو جوزہ پر قیاس کیا ہے بعض فقہاء عصر نے کہا تہا کہ برگ سبز حشیشہ مین

اسکار نہین ہوتا ہے بعد تحمیص کے وہ مسکر ہو جاتا ہے اور سیر ابن العماد نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ کچھ
فرق درمیان سبز و خشک کے نہین ہے بلکہ وہ تو ملحق بجوزۃ الطیب و زعفران و عنبر و افیون
و بنج ہے اور منجملہ مسکرات مخدرات کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکریم المعیشۃ
انتہٰی صواب کہنا اسکو ابن العماد کا اور اجماع علما کو تحریم پر اسکے مقیس علی جوزۃ الطیب
کرنے سے معلوم ہوا کہ تحریم جوزہ مین بسبب اسکار یا تخدیر کچھ شک نہین ہے حنابلہ بھی اوسکے
اسکار مین موافق مالکیہ و شافعیہ کے ہین امام متاخرین حنابلہ ابن تیمیہ نے نص کی ہے اسکار حشیشہ
پر اور حنابلہ اسکے مسکر ہونے مین تابع اپنے امام کے ہین بہی قضیہ ہے یعنے حکم کلام بعض ائمہ
حنفیہ کا بہی ہے فتاوی مرغینانی مین کہا ہے المسکر من البنج و لبن الرماک ای اناث
الخیل حرام ولا یحد شاربہ قالہ الفقیہ ابو حفص و نص علیہ شمس الائمۃ
السرخسی انتہی کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جوزہ مثل بنج کے ہے سو جب حنفیہ
قائل اسکار بنج کے ہین تو قول باسکار جوزہ بہی اونکو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیشہ
نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے نزدیک بنص ہے اور حنفیہ کے
نزدیک باقتضاء ہے اسلیے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اصل اسکی وہی قیاس حشیشہ کا ہے جوزہ
پر کیا ہے شیخ ابو اسحق نے تذکرہ مین اور نووی نے شرح مہذب مین اور ابن دقیق العید نے
کہا ہے کہ حشیشہ مسکر ہے زرکشی کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہین ہے
اور اونکی حد مین وہ سکران یعنے مست بہی داخل ہے جسکا کلام منظوم مختل اور بھید مکتوم
منکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہین پہچانتا ہے پہر قرافی سے
نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد اس خلاف کا کیا ہے اور تخطیہ و تغلیط قرافی مین طول
دیا ہے علماء نبات و اطبا نے بہی نص کی ہے اوسکی اسکار پر اس بارہ مین اونہین کی
طرف مرجع ہے لیکن حق اسمین خلاف اطلاقین ہے یعنی نہ مطلقا اسکار کہہ سکتے ہین نہ
مطلقا افساد اسلیے کہ کبہی مراد اسکار سے مطلق تغطیہ عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعم ہے اور کبہی

مراد تغطیہ عقل ہا ہمراہ نشاط و طرب کے ہوتا ہے سو وہ اطلاق اخص ہے اور جہاں کہیں مطلق مسکر کا
بولا جاتا ہے اوس سے یہی اطلاق ثانی مراد ہوتا ہے سو اطلاق اول پر درمیان مسکر و مخدر
کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر مخدر مسکر ہوتا ہے اور ہر مسکر مخدر نہیں ہوتا ہے پس اطلاق اسکا
سے حشیشہ وغیرہ و سو ہا پر مراد تخدیر ہے اور جسنے اسکی نفی کی ہے مراد اوسکی معنی اخص ہیں تحقیق اسکی
یہ ہے کہ شان سکر کی جیسے خمر ہو یہ ہے کہ اوس سے نشاۃ و نشاط و طرب و عربدہ و حمیت پیدا ہوتی
ہے اور شان سکر حشیشہ وغیرہ کی یہ ہے کہ اوس سے اضداد ان امور کی متولد ہوتی ہیں جیسے
تخدیر و فتور بدن طول سکوت نوم و عدم حمیت اس تقریر سے رد سندکشی کا قرافی پر مردود
ہو جاتا ہے اور مخدر کہنا قرافی کا حشیشہ کو درست ٹھیرتا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص حشیشہ
کو حلال کہے یا غیر مخدر و مسکر ٹھیرائیگا وہ لائق تعزیر بلیغ کے ہوگا بلکہ ابن تیمیہ رح اور اوسکے
اہل مذہب کا اعتقاد یہ ہے کہ مستحل حشیشہ کا فر ہو جاتا ہے انسان کو چاہیے کہ وقوع سے
اس ورطہ میں محترز رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسہ میں کہا ہے کہ حشیشہ میں مثل خمر کے
حد واجب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ نجس ہے انتہی بلکہ کھلانا اوسکا حیوان کو بھی حرام
ہے ابن دقیق العید نے کہا ہے متلف حشیشہ پر مثل خمر کے کچھ ضمان نہیں آتا بعد اسکے زواجر
میں اقوال اطبا کو بابت مضرت و نقصان نقل کر کے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اوسکے
اکل میں ایک سو بیس مضار دنیویہ و دینیہ ہیں پھر اونکو گنا ہے پھر کہا ہے کہ ابو زرعہ
وغیرہ نے حشیشہ کو مثل خمر کے ٹھیرایا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ نجاست
و حد میں مثل خمر کے ہے بلکہ خمر سے بھی اخبث تر ہے اسلئے کہ مفسد عقل و مزاج ہے مستعمل حشیشہ میں
تخنث آ جاتا ہے یعنی ابنہ و دیاثت و قوادت اور خمر و حشیشہ دونوں مانع ہیں ذکر خدا و نماز سے
ہاں بعض علماء متاخرین نے حد میں توقف کیا ہے فقط تعزیر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ
مغیر عقل بغیر طرب مثل بنج کے ہے بہر حال حشیشہ داخل خمر ہے لفظاً و معنی اسلئے کہ آنحضرت
نے فرمایا ہے کل مسکر حرام وقال صلعم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور کسی نوع

مین کچھ فرق نہین فرمایا ماکول ہو یا مشروب انتہی کلام الذہبی ملخصا لکن یہ قول ذہبی کا کہ
اوسمین نجاست وحد ہے ضعیف ہے انتہی کلام الزواجر صحیح یہ ہے کہ خمر بھی نجس نہین ہے
اگرچہ قطعا حرام ہے ف کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصد و دہم مین ایک سوال جواب بابت
استعمال زعفران و جوز ہندی و حشیشہ کے لکھا گیا ہے خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جس چیز پر سکر
صادق آتا ہے ادلہ اوسکی تحریم پر قائم ہین قال تعالی انما الخمر والمیسر والانصاب
والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ یہ آیت شامل ہر مسکر ہے اور حدیث
ابن عمر مین مرفوعا آیا ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے اخرجہ مسلم واحمد واہل السنن
الا ابن ماجہ دوسرا لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے اخرجہ مسلم والدارقطنی
ابوموسی کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ الشیخان واحمد ابن عباس کا لفظ
مرفوعا یہ ہے ہر مخمر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے اخرجہ ابوداؤد عائشہ کا لفظ یہ ہے ما اسکر
الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام اخرجہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ
دوسرا لفظ یہ ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ احمد واہل السنن وابن حبان
وحسنہ الترمذی ورجال اسنادہ ثقات سعد بن ابی وقاص کا لفظ یہ ہے کہ نہی
رسول اللہ صلعم عن قلیل ما اسکر کثیرہ اس بارہ مین اور بہت احادیث آئی ہین
سب مصرح ہین اس امر کی کہ جسکا کثیر سکر لاوے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع
سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع مین فرق نہین کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر مسکر کا
نام خمر ٹھیرا دیا یہ بات کتاب وسنت دونون سے ثابت ہو گئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل جماعہ
ائمہ لغت واخبار نبویہ وآثار صحابہ وجمہور اہل علم سے پایا گیا کوئی وجہ اسکے مجاز کہنے کی نہین ہے
اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کے یہ اطلاق مجاز بھی ٹھہرے تو نزدیک شارع و اہل شرع کے
تو ہرگز مجاز نہین ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہین شوکانی نے ادلہ اس
باب کے دلیل ہین تحریم ہر مسکر پر اس صورت مین ہر نوع جسکی خاصیت اسکار ہو گی تحریم ٹھیری

بدون فرق مائع وجامد کے خواہ معالجہ سے ہو یا اصل خلقت مین جمہور صحابہ وتابعین واحمد
واسحق ومالک وشافعی اسی طرف گئے ہین حنفیہ وغیرہم سے جو اختلاف کیا ہے وہ بے دلیل ہے
جواب اونکا دلیل الطالب مین مرقوم ہے یہان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر جہت سے زعفران
وجوزہندی وتنبات حد سکر کو حق مین مستعمل کے پہنچ جائے تو قلیل بھی اوسکا حرام ہے مثل کثیر کے
بعضون نے کہا ہے کہ یہ اشیاء مفتر ہین نہ مسکر سو جبکہ یہ تفتیر حد سکر کو پہنچیگی جسطرح کہ اکل وشرب
حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بھی محرم ٹھیریگی اور اگر نری مفتر ہے تو حرمت مفتر مین بھی
حدیث آئی ہے ام سلمہ کہتی ہین نھی رسول اللہ صلعم عن کل مسکر ومفتر اخرجہ
ابوداؤد شوکانی رح نے کہا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اسلئے کہ ابوداؤد نے اوس سے سکوت
کیا ہے ابن رسلان نے شرح سنن مین کہا ہے المفتر ہو کل شراب یورث الفتور والخدر
فی اطراف الاصابع وھو مقدمة السکر انتہے عطف مفتر کا مسکر پر مقتضی مغایرت
ہے ابن رسلان کہتے ہین حمل مسکر کا شدت مطربہ پر جسمین حد واجب ہوتی ہے اور حمل مفتر کا
نبات پر مثل حشیش کے جسکو سفلی پیتا دمین لاتے ہین جائز ہے لکن زعفران مین حد نہین
آتی ہے استعمال اوسکا طعام وغیرہ مین حرام ہے بدلیل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام خواہ فرد
ہو یا مختلط بغیر اور خواہ اسکار کو بعد خلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہین
فرمائی ہے کہ ما افتر کثیرہ فقلیلہ حرام کیونکہ حکم مفتر کا مثل مسکر کے رکھا ہے حاصل یہ ہے
کہ حشیشہ اور جو چیز مثل حشیشہ کے مسکر یا مفتر ہے وہ حرام ہے بعموم ادلہ تحریم خمر کہتے ہین
فتور ذالکو مخدر کوئی شئے سوای مفتر کے نہین ہے غرضکہ زعفران وجوزہندی وافیون وغیرہا
لاحق مسکرات ہین ولو فی حال من الاحوال ہان اگر یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ اشیاء نہ مسکر
ہین اور نہ مخدر ومفتر اور کسی مستعمل کے مزاج مین یہ وصف انکا ثابت نہین ہوتا ہے تو البتہ
انکو حرام نکہا جاویگا پھر اگر ان معقولات اہل علم پر اکتفا نہو سکے تو حدیث المومنون وقافون
عند الشبہات الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوزہندی وزعفران سے مقدار

کثیر حرام ہے اسلئے کہ ضرر کرتا ہے نہ اسلئے کہ مسکر ہے اسی طرح حال قربط یعنی افیون کا ہے لیکن نفعہ
قات کو صاحب زواجر حرام کہتے ہین اور ایک جماعت حلال بتاتی ہے قات یمن مین مثل پان کے
ہند مین ہوتا ہے اوسکو بے مصالح کے کہاتے ہین اور پان کو مصالح سے شوکانی رح نے کہا ہے
اگر بعض انواع اوسکے حد سکر و تفتیر کو پہنچین تو ہم حکم تحریم اوس نوع خاص کا دینگے یا مضر ہونا
اوسکا بعض طباع مین ثابت ہوگا تب بہی حرام کہینگے ورنہ اصل حل ہے بدلیل عمومات کتاب
وسنت کے رہا حکم بیع کا سو ظاہر ادلہ سے تحریم بیع ہر اوس چیز کی ثابت ہوتی ہے جسکی منفعت
منحصر ہو محرم مین اور مقصود اوس سے سوا اسی محرم کے اور کچہہ نہو خواہ انتفاع اوس سے
غالبا محرم مین ہو یا نہو مگر بیع اوسکی بقصد انتفاع محرم واقع ہو کہ ان صورتون مین فروخت
کرنا اوسکا حرام ہوگا احادیث مین نہی آئی ہے بیع مردار و خمر و خوک سے اسلئے کہ انتفاع ان سے
محرم مین ہوتا ہے اور امر حلال مین نفع لینا انسے متصور نہین ہے اسی قبیل سے حشیشہ ہے
کہ منفعت اوسکی منحصر ہے محرم مین حدیث ابوامامہ مین آیا ہے تم فروخت نکرو گانے بجانے
والیون کو اور خرید نکرو اونکو اور نہ سکہاؤ اونکو یہ کام خیر نہین ہے اونکی تجارت مین اور قیمت
اونکی حرام ہے اخرجہ الترمذی یہ مثال ہے صورت ثانیہ کی کیونکہ منفعت قینات کی کچہہ
منحصر حرام مین نہین ہے لکن انتفاع اونسے غالبا حرام مین ہوتا ہے اسلئے شارع نے حکم
اونکا تحریم بیع مین مالا ینتفع بہ فی غیر الحرام ٹہیرایا ہے تنزیلا للاکثر منزلۃ الکل اسی قبیل سے
ہے بیع دف و زنبیدی اور جو انکے مشابہ ہے تیسری صورت کی مثال حدیث بریدہ ہے مرفوعا جسنے روکا
انگور کو ایام قطاف مین تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتہ اوس شخص کے جو شراب بنائیگا تو وہ
گہسا آگ مین جان بوجہہ کر اخرجہ الطبرانی باسناد حسنہ الحافظ ابن حجر اسمین شک نہین
ہے کہ غالب انتفاع انگور سے امور جائزہ مین ہوتا ہے لکن جب قصد یہ ٹہیرا کہ ایسے شخص کے ہاتہ
فروخت کرے کہ وہ استعمال اوسکا امر محرم مین کریگا تو بیع اوسکی حرام ٹہیری کیونکہ وسیلہ حرام کا
حرام ہوتا ہے اور اگر یہ قصد نہین ہے تو حرام بہی نہین ہے اسی قبیل سے ہے زعفران کہ فروخت

کرنا اوسکا بہتر ہے اوس شخص پر کہ جو کہ کھانا جانتا اوسکو لینا حرام ہے سنا جاتا ہے کہ جبکہ وہ اوسکو آٹا
کرتا ایچ میں سے قیمۃ یا ضرر ہوگا اور اگر کچھ قصہ بھی نہین ہے تو بیع اوسکی جائز ہے اسی طرح جیسا
دیسی گدھون کا گوشت کہ بقصد کھانے کے حرام ہے حدیث میں عباس میں آیا ہے حضرت نے فرمایا
اللہ تعالی جب کسی شئ کا کھانا حرام کرتا ہے تو اوسکی قیمت بھی حرام ہوتی ہے رواہ الحاکم
والبیہقی باسناد صحیح ابن القیم کہتے ہین مراد اس حدیث سے دو امر ہین ایک وہ جو عین
حرام ہے اور انتفاع لینا اوس سے جائز نہین ہے جیسے خمر مردار خون خوک آلات شرک کہ انکی
قیمت کھانا حرام ہے کسی طرح پر کیون نہو دوسری وہ جس سے انتفاع لینا غیر اکل مین مباح
ہے جیسے کھال مردار کی بعد دباغ کے اور جیسے دیسی گدھے اور خچر و نحوہ کا انکا کھانا حرام ہے
اور انسے انتفاع لینا جائز ہے استعمال نوشادر کا جیسا دیگر لوگ کھاتے پیتے ہین سو وہ نہ مسکر ہے نہ خمر
نجس اسلئے اصل اباحت پر باقی ہے اور اگر بعض امزجہ و طباع مین وصف سکر و تغییر کا اشتمال
ثابت ہو تو پھر نادرست ٹھیریگی واللہ اعلم **مسئلہ** مردار جانور کا کھانا حرام ہے اور اوسکے
چمڑے اور اعصاب سے قبل دباغ نفع لینا حرام ہے سوای ان دو امر کے باقی اجزاء میتہ سے
نفع لینا منع نہین ہے کیونکہ میتہ نجس نہین ہوتا ہے اور تحریم بیع کی مستلزم نجاست کو
نہین ہوتی ہے نہ شرعاً نہ عقلاً **مسئلہ** حبوب و غلات جنکو گدھے بیل وغیرہ پامال
کرتے ہین اور اونپر روث و بول اونکا گرتا ہے اصل اونمین طہارت ہے اور غالب یہ ہے
کہ کاشتکار لوگ روث کو جدا کر دیتے ہین ایسی اشیاء مین تعمق شدید کرنا اور بال کی کھال
نکالنا ٹھیک نہین ہے اصل اس باب مین حدیث ابن عمر ہے کہ حضرت کا گذر بعض اسفار
مین ایک حوض آب پر ہوا وہان ایک آدمی بیٹھا تھا عمر بن خطاب نے اوس سے پوچھا
کہ آجکی رات درندون نے تو اس حوض مین منہ نہین ڈالا ہے حضرت نے اوس شخص
سے کہا اے صاحب حوض لا تخبرہ ہذا متکلف لہا ما حملت فی بطونہا ولنا ما بقی شراب طہور
اخرجہ الدارقطنی وغیرہ اس حدیث سے جس طرح پر استدلال کیا گیا ہے وجہ اوسکی دلیل ابطال

مین مفصلاً مرقوم ہے **مسئلہ** ذبائح سارے مسلمانون کے باوجود اختلاف مذاہب و
تباین مشارب سکے حلال ہین اسلئے کہ اللہ تعالی نے ہمکو فقط کھانیسے اوس ذبیحہ سکے منع کیا ہے
جسپر نام خدا کا نہین لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً کسی مذہب
کا کیون نہو اور ذبائح اہل کتاب سکے تابع تحلیل اطعمۂ اہل کتاب ہین اسلئے کہ اسم طعام اونپر صادق
ہے با ادام طعام ہین ایک یہودیہ نے خیبر سے حضرتؐ کو ایک بکری بھیجی تھی پکا کر حضرت نے
اوسکو کھایا حلت ذبیحہ مین اسقدر کافی ہے کہ انہار دم اور ذکر اسم اللہ ہو سو مسلمان کتنیا ہی
بدعتی کیون نہو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کہی ہے یا نہین
حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے
روایت کیا ہے وہ کہتے ہین مینے کہا ای رسول خدا ایک قوم تازہ عہد بجاہلیت ہمارے
پاس گوشت لاتی ہے ہم نہین جانتے کہ اوسنے ذبیحہ پر نام اللہ کا لیا ہے یا نہین ہم اوس گوشت کو
کھائین یا نہین فرمایا اذکروا اسم اللہ علیہا و کلوا امر باعادۂ تسمیہ مشعر ہے اسبات کو کہ ذبیحہ غیر مسمی خواہ
مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے رہی آیت شریف و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
سو محمول ہے عدم ذکر کلی پر وقت ذبح و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے
کیونکہ جب لحم پر آکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کہی اور کافر نے وقت ذبح کے تسمیہ نہین کہا تھا
تو اوسپر نام اللہ کا مذکور ہو گیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہین یعنی اس بات
کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نو مسلمان لوگ تازہ عہد بجاہلیت لاتے تھے
بلکہ اعتبار اس جگہہ عموم لفظ کا ہے بقاعدہ مقررۂ علم اصول اسیلئے شوکانی رح نے کہا ہے
کہ حق یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہلال بغیر اللہ نکیا ہو
یعنی واسطے اوثان و اصنام سکے ذبح نکیا ہو اور یہ بات نہین ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا
نلیتا ہو اور حدیث عائشہ مین دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہین ہے بلکہ عدم اشتراط
تسمیہ پر وقت ذبح کے ہے حاصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابح پر فرض ہے اور اعادہ اوسکا وقت

اکل کے متردد میں غرض ہے اور آقل تسمیہ یہ ہے کہ بسم اللہ کہے اور اقامہ میں تسمیہ کی منفرین
جا کہ قبل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے کہ گیا ہے سبیل چار
مین کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہین کیا اور رگ ہاے
گردن سے خون جاری ہوا تو ادلہ مین کوئی دلیل تحریم اس ذبیحہ پر جو اس صفت پر واقع
ہوا ہے موجود نہین ہے ان اگر کافر نے وہ ذبیحہ واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ بیشک
حرام ہے اگرچہ کسی مسلمان ہی نے کیون نکیا ہو اب جو کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا
ہے دلیل لانا اوسکے ذمہ پر ہے ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے
صفحہ چار سو گیارہ سے تا صفحہ ۴۱۴ مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کھانا یا پینا کسی شئے
نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابو الدردا
مین مرفوعاً آیا ہے اللہ نے ہر درد کے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دوا کرو لکن حرام چیز سے
دوا نکرو اخرجه ابو داؤد شرح منتقی مین کہا ہے کہ دوا کرنا نجاسات سے اور اون چیزون سے
جنکو اللہ نے حرام کیا ہے جائز نہین ہے ابو ہریرہ نے مرفوعاً کہا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے
دوا خبیث سے اخرجه احمد ومسلم وابن ماجة والترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ حرام
ونجس دونون خبیث ہوتے ہین قال تعالی ویحرم علیہم الخبائث طارق بن سوید جعفی
نے پوچھا تھا کہ مین خمر واسطے دوا کے بناؤن فرمایا وہ دوا نہین ہے داء ہے رواہ مسلم وغیرہ
جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی بخمر محرم ہے اور یہی حکم
اشیاء محرمہ ونجسہ کا ہے حضرت نے جو ابوال ابل کو بطور تداوی بتایا تہا وہ کچہہ منافی اسکی
نہین ہے اسلئے کہ اونکی نجاست وحرمت مین خلاف معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام
ہونیکے بناء عام خاص پر کیجاویگی بقاعدہ مقررہ اصول جیسا اجماع علماء نقول ہے غرضکہ
تداوی بہ نجس وحرام حرام ہے کوئی شئے بہی کیون نہو اور اصل نہی مین تحریم ہوتی ہے
مسکر کا حکم یہ ہے کہ مفرداً ومخلوطاً بالغیر حرام ہے احادیث صحیحہ مین تحلیل خمر سے نہی آئی ہے

ہان جو خمر خود بخود سرکہ ہو جاوے وہ حلال ہے مطہریت استحالہ کی بمعالجہ سنے ماعدای مسکرات
مین ہے مسکرات عموم ادلہ مطہریت استحالہ سے مخصوص ہین حنفیہ جو قائل حل خل خمر ہین دلیل انکی
یہی استحالہ خمر ہے لکن اس استدلال مین غفلت عظیم ہے احادیث نہی تخلیل خمر سے بہر حال تبدل اون
مسکرات خواہ عین ہو یا مستحیل بتخلل بمعالجہ اور خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مفرد ہو یا مخلوط بالغیر
اور خواہ قوی ہو اسکا اثر بعد خلط کے یا نہو حرام ہے کسی طرح جائز نہین اسلئے کہ ہر مسکر
حکم خمر مین ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو دوا کہا ہے نہ دوا منجملہ طرائق خمر کے ایک تبدیل
اسم خمر ہے باسم دیگر پس جس چیز مین وجود خمر کا مفرد آیا مخلوط بالغیر ہوگا یہ حکم اوسکو شامل
ہوگا مثل غالب اور یہ انگریزی جینکو بشرکت خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر اونمین مستہلک و
مستحیل بشئے دیگر ہو یا نہو کہ یہ استعمال داخل شرب خمر ہے یہ تبدیل نام شراب بنام دیگر ہو
مسکر جس دوا مین ملایا گیا شراب و اکل اوسکا حرام ہو جاتا ہے بسبب عموم ادلہ کے کہ کثیر و
قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو بمعالجہ سے مستحیل بشئے دیگر کیون نہو جاوے خلط
و مزج ایک شئے کا دوسری شئے مین اور چیز ہے اور استحالہ کسی شئے کا دوسری شئے مین
اور چیز ہے حدیث مین آیا ہے جیسے دوا کی خمر سے شفا نہ دیگا اوسکو اللہ استحالہ کو علما نے جو
مطہر و محلل کہا ہے مراد اوس سے ماورای مسکرات ہے کیونکہ مسکرات ہر حال مین منجملہ محرمات ہیے
مخصوص ہین ساتھ تحریم زائد کے ہان اگر کسی دوا مین کوئی شئے محرمات مین سے جیسے مفتر
یا مخدر اس قدر مخلوط ہو جائے کہ حد تفتیر و تخدیر کو نہ پہنچے تو استعمال اوس دوا کا جائز
ہے اسلئے کہ تحریم مفترات و مخدرات و مسمومات ونحوہا مین اوسقدر تشدید و تخصیص نہین آئی
ہے جتنی کہ بمقدمہ مسکرات آئی ہے یہ امارت ہے تفرقہ کی درمیان مسکرات و محرمات کے مسئلہ
منجملہ محرمات کے ایک نجاسات ہین جیسے بول غائط آدمی دم حیض و نفاس لعاب کلب لحم خنزیر
اسکے سوا جو اور امور ہین جیسے منی بنی آدم و دم مسفوح و میتہ و قئے ولحم مقطوع حیوان حی سے
اور سوا اسکے اونمین جس چیز پہ دلیل دال بر نجاست آئی ہو حکم اوسکی نجاست کا دینا واجب ہے

ء من الحاق مثل ورث کے ورنہ برات اصلیہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء مین طہارت ہے
اور کسی چیز پر حکم نجاست کا لگانا ایک تکلیف تام البلوی ہے یہ حکم بدون قیام کسی حجت کی
نہین ہو سکتا ہے **مسئلہ** منجملہ محرمات کے ایک مستخبثات ہین مستخبث وہ حیوانات ہین
جنکو لوگ خبیث جانتے ہین نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتیاد کے بلکہ بمجرد استخباث کے سو وہ
حرام ہین اور سکریہ ویحرم علیہم الخبائث مین مندرج ہین طیبات وہ ہین جو نزدیک
عرب کے مستطاب و مستلذ ہین بغیر اسکے کہ کوئی نص کتاب وسنت کی اونکی تحریم مین آئی ہو
مثلاً قنفذ خبیث ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قنفذ کو ضعیف بتایا ہے سو اگر
وہ ضعف اس درجہ کا ہو جس سے حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہو سکتی ہے تو خیر ورنہ حرمت
اوسکی ظاہر ہے منع اکل تیاب پر کوئی دلیل نہین آئی ہے لیکن بوجہ اضرار اوسکو حرام کہا ہے
**مسئلہ** ادویہ کہتے ہین سموم چار طرح ہین ایک وہ جنکا کثیر و قلیل قاتل ہے اوسکا
کھانا واسطے تداوی کے حرام ہے لقوله تعالی ولا تلقوا بایدیکم الی التهلكة دوسرا
وہ جنکا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسطے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع
جائز تیسرا وہ جو غالباً قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہونا اوسکا جائز ہو اسکا حکم بھی وہی ہے جو اول کا
ہے چوتھا وہ جو غالباً قتل نکرے اگرچہ قاتل ہونا اوسکا جائز ہو اسکی بابت شافعی نے
ایک جگہ اباحت اکل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ تحریم اکل بیان کی ہے شافعیہ نے
کہا جس جگہ تداوی مین نافع ہو وہان جائز ہے اور جہان نافع نہو وہان ممنوع ہے یہ تفصیل
حسن ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ تداوی بمسکرات عموماً اور بسائر الخبائث خصوصاً حرام ہے یہی حکم تداوی
کا ساتھ نجسات و خبائث و مسمومات کے ہے حرمت استعمال جلالہ مین لیکن حبس بلا استحالہ
اور مضر لقید غیر مضر عنہ ہے حدیث شریف مین اکل جلالہ و شرب لبن جلالہ سے نہی آئی ہے وہ حکم
منافی اسکی نہین ہے اسلئے کہ نجاست کچھ فرع تحریم کی نہین ہوتی ہے اور نہ کوئی تلازم ہے
درمیان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استحالہ مطہر ٹھیرا تو وہ ادویہ انگریزی جو بلا ذکر

سے آتی ہین اونہین اگر کوئی شئے حرام سوای مسکر کے مخلوط ہوکر مستحیل ہوگئی ہو اس طرح پر کہ اوس شئے کا نام ونشان اصلی باقی نرہا ہو تو اوسکا استعمال جائز ہو سکتا ہے اور مطلق جلب و اسلاف بلاد کفار سے مانع اکل نہین ہے اسلئے کہ حضرتؐ نے پنیر آمدہ بلاد نصاری کو کھایا ہے اور شاۃ مسمومہ یہودیہ کو بھی تناول کیا تھا اور طعام و ذبائح و نساء اہل کتاب کو واسطے اہل اسلام کے حلال فرمایا ہے ہان اگر وہ شئے حرام ادویۂ مذکورہ مین اس طرح پر ممزوج ہے کہ اسم و وصف اوسکا باقی ہے تو تداوی ساتھہ اوسکے ناجائز ٹہیریگی لکن یہ تفصیل دربارۂ استعمال محرمات غیر مسکرہ کی ہے نہ دربارۂ مسکرات محرمہ کے خواہ خمر ہو یا کوئی اور مسکر ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر اور خواہ قوت اسکار بعد خلط کے نخشے یا بغیر اوسکے بہرحال تداوی ساتھہ اوسکے حرام ہوگی یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی دوا ایسی ہے جسکی سکر و حرمت مین اختلاف اہل علم کا ہے باوجود مسکر و حرام کا اوسمین معلوم نہین ہے تو اس صورت مین وقت تردد و اشتباہ کے توقف کرنا لازم ہے غرضکہ تداوی بمحرمات سوای مسکرات کے اوسی صورت مین جائز ہے کہ مستحیل ہو یا قدر قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہین ہے مستحیل ہو یا غیر مضر یا قدر قلیل واللہ اعلم **ف** انتباذ دو جنس مختلط کا جائز نہین ہے حدیث جابر مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے انتباذ تمر و زبیب سے نہی فرمائی ہے اسی طرح رطب و بسر سے رواہ الشیخان وجہ نہی کی یہ ہے کہ بسبب خلط کے اسکار جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس نہی کو واسطے تحریم کے کہا ہے اسلئے کہ اصل نہی مین یہی تحریم ہوتی ہے اور نووی نے مذہب جمہور کا نہی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث انس مین مطلقاً جمع دو شئے سے انتباذ مین منع فرمایا ہے رواہ احمد والنسائی یعنی کچھہ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہین ہے مسوی کا لفظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکر نہو مطابق ظاہر حدیث کے وبہ قال مالک واحمد اور اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشتد و مسکر ہو جائے انتہی ہان پینا عصیر و نبیذ کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے رواہ اہل السنن

مظنہ غلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس مین آیا ہے رواہ مسلم احمد کا لفظ ابن عمر سے حق مین عصیر کے یون ہے اشربه مالم یاخذ ہ شیطانه قیل و فی کم یاخذ ہ شیطانه قال فی ثلث نبیذ اسکو کہتے ہین کہ کہجور یا منقے کو کچل پیچل کر پانی مین بہگو دین جب اوسکی مٹھاس پانی مین آ جاوے تو شیرہ اوسکا صاف کر کے تناول کرین ایک دو دن تک تو اوسمین کچہ نشہ نہین پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا البتہ ہوتا ہے پہر اوسکو نہ پیئے واللہ اعلم **ف** منجملہ آکل کے ایک صید ہے جو صلاح جارح یا جوارح سے شکار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور چیز سے شکار کیا ہے اوسکا تذکیہ کرنا ضرور ہے اور شکار سگ معلم کا درست ہے لکن جبکہ کوئی اور کتا اوسکا شریک ہو جاویگا تو وہ صید حلال نہ ہوگا اور اگر سگ معلم کچہ اوسمین سے کھا لیگا تو بھی کھانا اوسکا درست نہوگا اسلئے کہ اوس شکار کو کتے نے اپنے لئے روکا ہے اور صید زخمی اگر بعد تین دن کے ہاتہ آئے اور پانی مین پڑا ہوا نہ ملے تو حلال ہے جب تک کہ وہ صید بدبو دار نہوا ہو اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اون حیوانات و طیور کا جنکا اکل حلال ہے کتب فروع و رسائل صید مین معروف ہے اسلئے حاجت ذکر کی اسجگہ نہیں ہے وہ پارہ گوشت جو کسی جانور یا کول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہین ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے سمک و جراد و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل احادیث صحیحہ جو اس بارہ مین آئی ہین جمہور کے نزدیک میتہ بحر حلال ہے خواہ خود مر گیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو کہا شکار دریا کا خواہ یہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب و سنت اباحت میتات بحر ہے مگر نزدیک امام ابو حنیفہ کے سارے حیوانات بحر حرام ہین مگر مچھلی اول اولی ہے تفصیل اوسکی شرح در بہیتہ مین لکہی گئی ہے مضطر کو کھانا مردار کا حلال ہے لقوله تعالی الا ما اضطررتم الیه اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعاً حرام ہے جیسے خمر و خوک وغیرہ +

## باب ۵ بیان مین انواع اموال و صرف کے غیرہا

اموال سلطنت کے جنکی اصل کتاب و سنت مین موجود ہے تین طرح پر ہین ایک غنائم دوسری فیئ تیسری زکوٰۃ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بھڑ کر لیا ہے اسکا ذکر سورۂ انفال مین آیا ہے یہ سورت غزوہ بدر مین اوتری ہے اِسکو انفال اسیلیے کہتے ہین کہ یہ مال اموال مسلمین سے زیادہ ہے اس مال مین چہ قسمت ہین بموجب نص واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل الی قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب فرمایا ہے اگرچہ اصل الکتاب مین وجوہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تہا سو اس وقت مین بلکہ ایک مدت دراز سے حصول اس مال کا متعذر ہوگیا ہے اسلیے کوئی ضرورت بیان مصرف مال مذکور کی اس جگہ نہین ہے صاحب حسن المساعی نے تفصیل اوسکی لکہی ہے وہی واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جسکو فیئ کہتے ہین اوسکا ذکر سورۂ حشر مین آیا ہے یہ سورہ غزوۂ بنی نضیر مین اوتری ہے بعد غزوۂ بدر کے اللہ نے فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بھڑے کسی سوار و پیادہ کے کفار سے حاصل ہوا اسکا مصرف بعد اسکے یون ارشاد کیا ہے وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم الآیات یعنی اس مال مین حقوق مذکورہ ہین یہ مال کچھ دولت نہین ہے جسکو اغنیاء لے بیٹھین پھر بعد اس آیت کے ذکر مہاجرین و انصار کا کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد اونکے آوینگے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیامت تک ہونیوالا ہے وہ اس قسم مین داخل ہے یہ مال بہی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال مین جتنے اموال جمع ہوتے ہین

اون سب کا حکم مال فیئی کا ہے جیسے مال لاوارث یا مال غصب یا مال عاریت یا مال ودیعت جسکے
مالک معلوم نہین ہین یا زمین یا عائداد منقول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہین زمانہ
صحابہ مین مال تین طرح پر تھے ایک وہ مال جسکا لینا امام کو پہنچتا ہے بنص کتاب وسنت
اجماع دوسرا وہ مال جسکا لینا بالاجماع حرام ہے جیسے مال جنایات وعقوبات جسکو جرمانہ کہتے
ہین مسئلہ تادیب بمال کو شرح منتقی مین تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ لینا
جرمانہ کا شرع مطہر مین منصوص ہے اوسی جگہ سے لے اور جس جگہہ لینا نہین آیا ہے وہان
قیاس نکرے تیسرا وہ مال کہ جسمین تنازع واجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جسکا کوئی
ذی فرض وعصبہ موجود نہین ہے فقط ذی رحم موجود ہے تیسری قسم اموال سلطنت
کی زکوات ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آٹھ طرح کے لوگون کا جنکا نام اللہ پاک نے خود
قرآن شریف مین ذکر کردیا ہے ایک فقرا دوسرے مساکین یہ دونون قدر کفایت حاجت
مین یکسان ہین اس سے معلوم ہوا کہ غنی اور قوی مکتسب کو صدقہ دینا حلال نہین ہے
تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہین جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہین اور
محافظ مال مذکور کے ہوتے ہین انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہیے چوتھے مؤلفۃ القلوب
یعنی نومسلم لوگ پانچوین گردن چھوڑانے مین اس قسم مین اعانت مکاتبین وفدیہ اساری
وعتق رقاب داخل ہے بقول اصح واقوی پر چھٹے غارمین یعنی قرضدار لوگ جنپر کسی کا قرض آتا
اور اتنا مقدور نہین رکھتے ہین کہ قرض ادا کرین انکو واسطے ادای قرض کے کچھہ دینا گو زیادہ ہو
جائز ہے مگر یہ کہ قرض مذکور معصیت الٰہی مین کیا ہو کہ اس صورت مین انکو دینا نہ چاہیے تا وقتی
کہ توبہ نکرین ساتوین راہ خدا مین یہ لفظ شامل جمیع سبل خدا ہے جیسے تجہیز غازی وحاجی
وطالب علم وبنا قناطیر ومساجد ومدارس ورباط وغیرہ جو مصداق سبیل اللہ ہون شرعاً
آٹھوین مسافر جو اپنے وطن سے علیحدہ ہے گو وطن مین غنی ہو مگر یہان محتاج ہوگیا ہے
اور گھر سے طلب نہین کرسکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہہ زکوۃ مفروضہ ہے

یا شامل نافلہ بھی کچھہ ہو مستحق اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہین انکو ندینا اور غیر کو دینا
خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوۃ ادا نہو تو کچھہ دور نہین ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے
لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اوسی صورت مین کہ مجملہ ان اقسام کے نہو اور آپکو اس زمرہ مین
ظاہر کرکے دست برد کرے کہ اوسوقت یہ مال اوسکے حق مین حرام ٹھیر جائیگا اسلئے کہ اوسکو
بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے ف زکوۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوۃ
ذمہ پر مالک مکلف کے ہے نہ غیر مکلف پر ایک زکوۃ وہ ہے جو بکری گاؤ اونٹ پر واجب ہی اسکا
بیان روضہ ندیہ مین مطابق سنت صحیحہ کے لکھا گیا ہے دوسری زکوۃ وہ ہے جو مال نقد
پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا بیس دینار اور دوسو درہم پر جب ایک سال کامل گذر جائیگا
تو ربع عشر اوس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس تعداد سے اگر زر و سیم کم ہے تو اوسپر کچھ
زکوۃ نہین ہے اسی طرح جواہر اگرچہ گران قیمت ہون اونپر وجوب زکوۃ کا نہین ہے
اور نہ اموال تجارت پر جنکی درآمد برآمد لگی رہتی ہے لکن یہ قول اخیر بعض محققین اہل حدیث
کا ہے نہ جمہور کا معہذا اگر کوئی شخص بطور ورع و تبرع کے اموال تجارت سے زکوۃ نکالی
تو نزدیک قائل عدم وجوب کے بھی ناجائز نہین ہے اسی طرح جو مستغلات ہین یعنی گھر
کرایہ کی یا سواری کرایہ کی اونپر بھی وجوب زکوۃ کا نہین ہوتا ہے تیسری قسم زکوۃ کی وہ ہے
جو پیداوار زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہون جو ذرہ تمر زبیب انپر وجوب زکوۃ کا منصوص
سنت مطہرہ ہے دسوان حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہیئے پھر جس کشت کو پانی
نہر یا باران سے ملتا ہے اوسمین مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو پانی چاہ سے دیتے
ہین اوسمین واجب نصف عشر ہے اسلیئے کہ محنت آبکشی کی زمین چاہی مین زیادہ ہوتی
ہے لہذا تخفیف زکوۃ کی گئی اور جو کشت آب باران یا نہر یا دریا یا نالہ ندی سے ہوتی ہے
اوسمین مزارعین کو تخفیف تصدیع رہتی ہے اسواسطے وہان عشر پیداوار پر مقرر ہے
یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرف سے شارع کے ولله الحمد اور جو زمین مزروعہ نہین ہے فقط ممکن ہے

اوسپر عمل لینا ناجائز ہے یہ تین اقسام ہوئے زکوۃ کے انکے سوا جو اور اشیاء ہین جیسے آب
وغلام وحجر وخر ولقولات وبطیخ وخیار وفواکہ غیر مکیل اونپر کوئی زکوۃ واجب نہین ہے مگر تمر
وعنب وعسل سو شہد مین وہی دسوان حصہ ہے اور تمر وعنب مین کچھ فرق خشک وتر کا
نہین ہے یہ صدہا وجوہ مکس جو اس زمانہ مین جاری ہین انکا لینا شرعًا حرام ہے امام کو چاہیے
کہ جب یہ زکوات اغنیاء سے لے تو فقراء اہل اسلام کو بموجب قسمت وتحدید شرع کے
دیتا رہے مالک مال نے جب یہ زکوۃ دیدی تو وہ بری الذمہ ہوگیا گو بادشاہ جبا کیون نہو
یہ زکوۃ سارے مستحقین زکوۃ پر رزق حلال ومال طیب ہے مگر بنی ہاشم اور اونکی لونڈی غلام
کو انپر لینا زکوۃ کا اور انکو دینا زکوۃ کا حرام ہے اور انکو زکوۃ پر عامل کرنا بھی درست نہین ہے
اور نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوۃ دیسکتا ہے صحیحین مین آیا ہے کہ لا تحل لنا الصدقۃ
دوسرے لفظ یہ ہے ان موالی القوم من انفسہم اخرجہ احمد واہل السنن تیسرے لفظ یہ
ان الصدقۃ لا تحل لال محمد الصدقۃ رواہ احمد والطحاوی چوتھی حدیث مین آیا ہے لا تنبغی
لمحمد ولا لال محمد انما ھی اوساخ الناس رواہ مسلم علی مرتضی وعباس نے چاہا تھا
کہ حضرت اونکو عامل مقرر کردین جسطرح اور صحابہ کو مقرر فرمایا کرتے تھے حضرت نے انکار کیا
حنفیہ کا فتوی بابت جواز دفع زکوۃ طرف بنی ہاشم کے خلاف نصوص صحیحہ ومخالف سنت مطہرہ
ہے اور جس طرح کہ یہ مال زکوۃ کا سادات بنی ہاشم پر حرام ہے اسی طرح اغنیاء واقویاء مکتسبین
پر بھی حرام ہے **ف** صدقۂ فطر ولحم اضحیہ فقراء و مساکین کو لینا حلال ہے مال مہر واسطے
زوجات کے حلال طیب ہے اور ادا کرنا مال مہر کا ازدواج پر واجب ہے اور سب دیون پر
یہ دین مقدم ہوتا ہے قلیل ہو یا کثیر اسی طرح نان نفقہ اہل نفقات کا خواہ اصول ہون یا فروع
یا والیک واجب ہوتا ہے تفصیل اہل نفقات کی کتب فقہ سنت مین مذکور ہے خلاصہ اسکا
یہ ہے کہ زوج پر نفقہ زوجہ کا اور مطلقہ رجعی کا نہ مطلقہ بائن کا واجب ہے نہ اوسکا جو عدت
وفات مین ہے ان دونون کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ مگر جبکہ حاملہ ہون اسی طرح نفقہ

ولد معسر کا والد دوسر پر اور بالعکس اسکے واجب ہے اور نفقہ مملوک کا سید پر ہے اقربا سوا و نکا نفقہ
واجب نہین ہے مگر بابت صلہ رحم کے ہے اور ایسے صلہ ارحام مین دوہرا اجر ملتا ہے اور جس کسی کا
نفقہ جس کسی پر واجب ہے اوسکا سکنیٰ و کسوت بھی واجب ہوتا ہے **ف** کسب کرنا مال کا بذریعہ
اجارہ یعنی مزدوری و نوکری و چاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی مانع شرعی نہو بنص کتاب و سنت جائز
ہے اور وہ مال مکتسب حلال طیب ہوتا ہے لکن اجرت کا معلوم و معین ہونا چاہیے اور اگر معلوم
نہین ہے تو بمقدار عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدوری
پوری لے لی ہے تو وہ مال مشتبہ ٹھیریگا اور اجیر عاصی ہوگا خصوصاً جبکہ مستاجر عطاء اجرت زائد
سے خوشدل نہین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہین ہے مگر ساتھ
طیبت نفس کے اجیر کے ہاتھ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اوس چیز کو تلف کردیگا تو بدلیل حدیث
علی الید ما اخذت حتی تؤدیہ اخرجہ احمد و اهل السنن وہ اوسکا ضامن ہوگا اسیطرح
وہ مال جو بذریعہ کسب حجامت و مہر بغی و حلوان کاہن و اجرت اذان و قفیز طحان و استیجار بر تلاوت
قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اسیطرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی و اشاعت جوائب
کسب کیا جاتا ہے حلت سے دور ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے
حرام ہے **ف** کرایہ پر دینا عین معلومہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز
ہے شرح سنہ مین کہا ہے عامہ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دراہم و دنانیر وغیرہ انواع
اموال پر کرایہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلوم ہوں
جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید و دواب وغیرہا سے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے
اوسکا اجارہ پر دینا بھی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کرایہ دینا زمین کا سونے چاندی پر
اور گندم پر جبکہ کیل و قسم اوسکی معلوم ہو لاباس بہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نکرے اور اگر یہ
شرط کر لی ہے کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہو اوسمین سے کیل معلوم پر کرایہ دے تو اسمین کچھ خیر
نہین ہے یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور عامہ فقہاء حنفیہ کا **ف** لکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ تمر ہو یا زرع
اس مسئلہ مین مذاہب متنوعہ وادلہ مختلفہ آئی ہین حدیث رافع بن خدیج جو صحیحین مین آئی ہے
اوسکو ناسخ اس حکم کا بتاتے ہین وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار مین زیادہ تر تھے
حقل میں یعنی زرع مین زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی ہمارے لئے ہو اور اتنی اوسکے
لئے ہے پھر کبھی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری نہ دیتی حضرت نے ہمکو اس کام سے منع فرمایا
رہا چاندی پر کرایہ دینا سو اوس سے منع نہین کیا مسلم کا لفظ یہ ہے لیکن شئے معلوم مضمون سو
اوسکا کچھ ڈر نہین ہے حاصل یہ ٹھیرا کہ نقد پر زمین واسطے کھیتی کے دینا درست ہے اور غلہ پر
ناجائز مگر حجۃ اللہ البالغہ مین مخابرہ کو جائز کہا ہے اور احادیث نہی کو محمول قطعہ معینہ پر کیا ہے اور
نہی کو تنزیہی یا ارشادی ٹھیرایا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت خاصہ
اوس عہد پر کیا ہے کہ اس طرح کے معاملہ مین اکثر مناقشات واقع ہوتے تھے مزارعت یہ ہے
کہ زمین اور تخم ایک شخص کا ہو اور عمل وبقر دوسرے آدمی کا مخابرہ یہ ہے کہ زمین ایک شخص
کی ہو اور تخم وعمل وگاؤ دوسرے شخص کے تیسری قسم یہ ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا انتہی
**ف** حدیث جابر مین مرفوعًا آیا ہے جسنے آباد کیا زمین مردہ کو وہ زمین اوسکی ہے اخرجه احمد
والنسائی وصححه الترمذی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آباد کرنے والا ہوتا ہے
اوسپر شرط اذن امام کی نہین ہے یعنی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس
شخص کے اسی طرح وہ زمین جو امام نے کسی کو جاگیر مین کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ ہو
یا معدن یا پانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش مین آیا ہے
لوگ شریک ہین تین چیزون مین پانی گھاس آگ رواہ احمد وابوداؤد حدیث عمرو مین ذکر
نمک کا بھی آیا ہے رواہ الطبرانی بسند حسن ہان وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا ہے
وہ اس عموم سے بدلیل اجماع مخصص ہے آب زائد کا روکنا منع ہے اسی طرح گھاس کا امام کو یہ
بات پہنچتی ہے کہ بعض مواضع کو واسطے دواب مسلمین کے روک لے **ف** اشتراک نقود و

تجارات و تقسیم و بیع مین برضامندی یکدیگر جائز ہے اور مضاربت کرنا جب تک کہ غیر حلال پر مشتمل
نہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے
بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دربارہ مضاربت حضرت سے کوئی شئے ثابت نہین ہوئی ہے
مگر ایک جماعت صحابہ نے جنکی گنتی تو شخص تک پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث صہیب
کہ برکت تین چیزون مین ہے ایک بیع مین تا مدت دوسری مقارضت یعنی مضاربت مین
تیسرے اخلاط گندم و جو مین واسطے گہر کے روا ہ ابن ماجۃ مرفوعاً سخت ضعیف ہے اسلئے
کہ اسکی سند مین دو راوی مجہول ہین پشت کا مرکوب اور لبن کا مشروب ہونا عوض نفقہ
مرہون کے جائز ہے اغلاق رہن کا جائز نہین ہے یعنی اگر راہن نے اپنا مال فک رہن نکیا
تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتہن کا نہین ہوجاتا ہے ودیع و مستعیر پر ادا کرنا مال ودیعت
و عاریت کا واجب ہے اگر ندیگا تو وہ مال اسکے حق مین حرام ہوگا ماعون سے منع کرنا ناجائز
ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیاء غاصب عاصی ہوتا ہے اور کہانا مال مغصوب کا حلال نہین
ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کہانا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکہدے
کہ جب تو اتنا مال کہا کر دیگا تب تو آزاد ہوجائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب مملوک رزق حلال ہوتا
نہ حرام راہ خدا مین کسی شئے کا وقف کرنا درست ہے اور جن لوگون کے لئے وہ زمین یا باغ
وقف کیا گیا ہے اونکو اوس مال موقوف سے ساتھ معروف کے کہانا حلال ہے بلکہ واقف بہی
اوس مال سے مثل سائر مسلمین کے انتفاع و اکل کر سکتا ہے بیع وقف کی درست نہین ہے
**ف** قبول کرنا ہدیہ کا اور مکافات کرنا اوسپر درست ہے خواہ مسلمان کا ہدیہ ہو یا کافر کا
ہبہ وہ ہے جو بغیر عوض کے دیا جاوے اسکا کہانا موہوب لہ کو حلال ہے اور رجوع واہب
کا نادرست مگر والد کا ہبہ ولد مین نذر و نیاز ماننا واسطے اللہ کے درست ہے اور اوسکا کہانا
مساکین و فقراء کو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح لغیر اللہ ہو وہ رزق حرام
ہے اوسکا کہانا حلال نہین ہے جیسے نذور قبور و اموات و اعراس وغیرہا دیت فرد مسلمان

کی سو اونٹ یا دوسو گائے یا دو ہزار بکری یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم یا دوسو حلہ ہوتی ہے
حلہ کہتے ہین چادر وتہ بند کو یہ اموال دیت واسطے ورثۂ مقتول کے حلال ہین ثلث مال سے
وصیت کرنا درست ہے جسکے لئے یہ وصیت کی ہو اوسکو کہانا اس مال موصی بہ کا حلال ہے
اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سہام فرائض اللہ کے ہاتھ آتا ہے اوسکا کہانا بھی درست
ہے اسی طرح سہام اموال غنائم بموجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہوتے ہین ف اسیطرح
منجملہ ماکل حلال کے وہ رزق ہے جو میزبان مہمان کو کھلاتا ہے لیکن مہمان تا نزدیک میزبان کے
نہ ٹھیرے کہ اوسکو گناہ مین ڈالے مہمانی تین دن ہے پھر صدقہ ہے چاہے کرے یا نکرے میزبان
اگر مہمانی نکرے تو مہمان بقدر اپنی مہمانی کے اوسکے مال مین سے لیکر کھا سکتا ہے یہ لینا حلال
ہے حرام طعام غیر کا کھانا بغیر اذن مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودہ پی جانا
یا باغ کا میوہ کھا جانا یا کھیتی سے غلہ اوٹھا لینا منع ہے اگر بھوکا و محتاج ہو تو مالک کو آواز
دے اگر وہ منظور کرے بہتر ورنہ بقدر ضرورت کے کھانے لگے گو وہ کرنہ لیجائے ف مائع
مین جب نجاست پڑ جائے تو اوسکا کھانا پینا حلال نہین ہے اور اگر وہ شئے جامد ہے تو اوسکے
ارد گرد کو دور کرکے کھالے کھانا طعام ولیمہ وعقیقہ و دعوت مسلمین کا حلال ہے جبکہ بطور
فخر ومباہات وریا ومبارات کے نہو انتقاع لینا شئے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت مخمصہ مین
بقدر سد رمق کھانا حرام سحت کا بھی جائز ہو جاتا ہے بنص کتاب وسنت ف باب اول مین
اس کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گذر چکی ہے کہ بہتر رزق وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ کے
کام سے کماکر کھاتا ہے سو سب سے بہتر کسب زراعت ہے پھر تجارت پھر دیگر صنائع قرآن پاک
مین باشارۃ النص اصول صنائع وآلات کا ذکر بھی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن مین
تفصیل اون صنائع وآلات کی بحوالہ الفاظ مطہرہ کتاب مذکور مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلائی
حدادت یعنی آہنگری معماری درودگری غزل یعنے سوت کاتنا نسیج یعنے کپڑا بننا فلاحت یعنی کھیتی
باڑی کرنا صیادی یعنی شکار کرنا غواصی یعنے غوطہ زنی کرنا دریا مین صیاغت یعنی سنار کا کام کرنا

زجاجت یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا فخارت یعنی خشت پزی کرنا ملاحت یعنی ملاحی کرنا کتابت
یعنی لکھنا قلم سے خبز وعجن وطبخ یعنی باورچی گری کرنا قصارت یعنی گاذری کرنا جزارت یعنی قصاب
پیشہ ہونا تجارت یعنی بیع وشرا کرنا صبغ یعنی رنگریزی کرنا حجارت یعنی سنگ تراشی کرنا کیالت
یعنی وزن کشی کرنا رمی یعنے تیراندازی کرنا اسمین ڈہالنا توپ وبندوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری
کا بہی داخل ہے یہ سب حرفے قرآن پاک سے ثابت ہین اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اوسکا کھانا
حلال طیب ہے انکے سوا اور حرفت بہی ہین جیسے انطباع کتب یا قائد وسائق دوآب ہونا مثل
شتربانی وارابہ رانی وفیلبانی وسیاست اسپ وعطر فروشی وروغن فروشی ونعلین فروشی
وبیضہ فروشی وغیرہا غرضکہ حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے بہی کیا ہے آدم
علیہ السلام حراث تہے ادریس علیہ السلام خیاط تہے ابراہیم علیہ السلام بزاز تہے نوح علیہ السلام
نجار تہے عیسی علیہ السلام دروگر تہے موسی علیہ السلام شبان تہے ہماری حضرت نے
بہی بکریان اہل مکہ کی چند قیراط پر چرائی ہین اور طرف سے خدیجہ علیہ السلام کے شام کو واسطے
تجارت کے گئے تہے عیب لگانیوالا اہل حرفہ ہای مشروع پر سخت جاہل وآثم ہے اسلئے کہ
یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقیناً حاصل ہوتی ہے
علاوہ اسکے دنیا مین کوئی بشر ایسا نہین ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث
شریف مین امیر ووالی وسلطان کو راعی رعایا فرمایا ہے یہ امارت وولایت بہی ایک حرفہ ہے
نوکری چاکری کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ بہی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ حال سے
نکاح کرکے استغنا حاصل کرنا یہ بہی ایک حرفہ ہے غرضکہ جتنے طرائق مکاسب ومطاعم کے
اللہ نے مقرر فرمائے ہین وہ سب حرف ہین صرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل رذالت
کرتے ہین جیسے خاکروبی دباغی اوس سے اہل شرف وفضل احتراز رکہتے ہین ورنہ صحابہ
وروات احادیث واولیاء امت مین اکثر لوگ پیشہ ور اہل حرفہ گذرے ہین جیسے زیات
حناط نساج حلاج وغیرہم فعال ان بزرگواران دین کا تتبع کتب آثار وسیر پر مخفی نہین ہے

سب سے اشرف واعلی حرفہ التعلم وتعلیم کا ہے خصوصًا جبکہ نافعًا مخلصًا واسطے اللہ کے ہو اور اسکا رزق بیت المال مین بادشاہ شرعیہ واجب ہے اس زمانہ کے شرفا جو غالبًا فاقہ کش بیت محتاج فقیر مسکین ذلیل وخوار ہین وجہ اوسکی یہی ہے کہ وہ حرفہ سے عار رکھتے ہین اور ہر ہنر سے عاری ہین سو یہ انکی سفاہت وجہالت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلاف سے ورنہ بصورت اکتساب اس درجہ کو نہ پہنچتے اور ذلت سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ سوال کرنے سے جیسے فاقہ کشی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح مین آیا ہے اور قرآن پاک مین فرمایا ہے ولا تمنن تستکثر واللہ اعلم بالصواب +

## باب بیان مین تیسیر اکل حلال کے ہر زمانے مین

بعض فقہا نے کہا تہا کہ اکل حلال متعذر ہے وجود اوسکا اس زمانہ مین ممکن نہین ہے کیونکہ وقعۂ مقام منصورہ مین غنائم تقسیم نہوئی اور اموال مذکور معاملات مین مختلط ہوگئی اور کسی شخص نے یہ کہا تہا کہ آدمی کسی عمل مباح پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال طور سے لیتا ہے تو کہا کہ درہم تو فی نفسہ حرام ہے اوسکے جواب مین کہا گیا کہ درہم نے کس طرح اور تعیین کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کس طرح پہر نا نیا قبول نکیا جسکی وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹہیرا اور کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے کیا تہا جواب اوسکے اونہون نے اپنے فتوی مین لکہا کہ یہ قول کہ اکل حلال اس زمان مین مشکل ہے اور وجود اوسکا ناممکن خطا ہے باتفاق ائمہ اسلام یہ وہ مقالہ ہے جسکو بعض اہل بدع وبعض اہل فقہ فاسد وبعض اہل نسک فاسد نے کہا تھا اور اسپر اہل علم نے انکار کیا یہانتک کہ امام احمد باوجود اوس تقوی وورع کے ایسی بات سے منکر ہوئے ایک عابد نے اسی قسم کا ذکر اون سے کیا تو اونہون نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا مجہکو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انہین سے

یہ کہتے ہین کہ ہمارق کا ہاتھہ نہ کاٹو کیونکہ مال معصوم نہین ہے اسی طرح کی بات بعض علماء عصر
نے بہی کہی ہے اوسکی بنیاد بھی اسی شبہہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی
ہے اور بسبب کثرت غصوب وعقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہین رہا یہ شبہہ
ایک گروہ مصنفین فقہاء کو بہی ہوا تہا اوسپر اونہون نے یہ فتوی دیا کہ انسان کو چاہیے
کہ مقدار ضرورت سے زیادہ تناول نکرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکہا کہ یہ حرج
شدید سد باب ورع کرتا ہے تو وہ دو طرح پر ہوگئے ایک اباحیہ جو حلال حرام مین امتیاز نہین
کرتے ہین بلکہ حلال وہ ہے جو اونکے ہاتھہ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے
اسلئے کہ اونکو اسی گمان فاسد نے گہیرا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ ساری زمین حرام سے
بھر گئی ہے اور انسان کو روٹی کپڑے سے چارہ نہین ہے اسلئے جہان سے جو ممکن ہوا
اوسکو وہ لے لیتے ہین یہ جگہہ نظر کی ہے کیونکہ یہ ورع فاسد ہے اس سے انحلال
دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگون کے نزدیک اس ورع فاسد کی حکایات ہین
بعض بالکل دروغ اور بعض غلط کہتے ہین صالح بن امام احمد جب قاضی ہوئے تو امام احمد
اونکی آگ مین اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گہر والون نے اونکی تنور مین روٹی سینکی تہی امام
صاحب نے نہ کہائی اور دجلہ مین ڈالدی پہر اوس دن سے صید دجلہ کو بہی نکہایا حالانکہ
یہ حکایت اعظم کذب وفریہ ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کریگا جو بڑا مکار ومحتال
اموال مردم پر ہوگا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکہا تہا صالح کا قاضی
ہونا اونکی حیات مین معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہوئے تھے
ہان خلیفہ متوکل نے اونکے گہر والون کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کردیا تھا اوسپر امام
صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جوائز سلطان نہ لو جب اونہون نے عذر حاجت کا پیش کیا تو
اوسکو سلطان سے قبول کیا امام نے خود اکل اون اموال کا ترک کردیا اور اونکی آگ سے
انتفاع نہ لیا اسلئے کہ اونہون نے جوائز سلطان کو قبول کرلیا تھا معہذا جب

اونھون نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہین کہا ہم اس سے حج کرین کہا ہان اور
یہ بات میان کی کہ مین اسلئے اس مال سے سمجھتا ہون کہ مین مجکو مداخلت ارادہ خلیفہ مین
کرنا نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا جب تک کہ عطا ہو اور جبکہ بعوض دین کے
قرض کے ہو تو نہ لے اور دجلہ مین اگر خون و لحم خوک اور ہر حرام ڈالا جاتا تب بھی صید دجلہ حرام ہوتا
بعض لوگون کا افراط ورع کے سبب منفی بامر محتمل فیہ ہوتی ہے اوسکو ثواب بقدر اوسکے حسن قصد کے
ملتا ہی گرچہ مشروع خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلا کوئی شخص وہ چیز نہ کہاوے جو بازارون مین
ملتی ہے اور وہ چیز کہاوے جو جنگلون مین ہوتی ہے اور اموال مسلمین نہ کہاوے اموال اہل حرب
کہاوے اور مثل اسکے جسمین فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تاویل ہو لیکن صواب مشروع
برخلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا
ہے مومنون کو اوسی چیز کا جسکا حکم مرسلین کو دیا ہے یعنی اکل طیبات الحدیث رواہ مسلم
اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور عمل صالح بدون اکل وشرب
ولباس ومسکن ومرکب وسلاح وکراع وکتب علم واستعمال ذالک کے ممکن نہین ہے سو
ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام نہو واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام بواجبات جمیع عباد
پیغمبرون شہیر اور وہ بدون ان اموال کے ناتمام رہتا ہے تو پھر کس طرح یہ بات کہہ سکتے
ہین کہ حلال کا ملنا متعذر ہے بلکہ یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے
اموال مردم میں اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہین ہو سکتا ہے تو
دو امر مین سے ایک امر لازم ہے یا ترک واجبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے
اور یہ دونون امر باطل ہین اور ورع منجملہ قواعد دین کے ہے حدیث نعمان بن بشیر مین حلال و
حرام کا بین ہونا اور درمیان اونکے مشتبہات امور کا پایا جانا ہے اور اکثر لوگ نہین جانتے ہین آیا
ہے اور پھر مشتبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح دع ما یریبک الی ما لا یریبک
ارشاد کیا ہے ایک تمر کو ساقط گرا دیکھکر فرمایا تھا اگر یہ ڈر نہوتا کہ صدقہ کا ہوگا تو مین اسکو کہاتا

بیان اسکا یہ ہے کہ جسکو فقیہ معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہو اسلئے کہ
حرام وہ ہے جسکی حرمت کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس صحیح سے ثابت ہوئی ہے اور
جس مسئلہ مین علما کا تنازع ہوا اسکو طرف انھین اصول کے پھیرنا چاہیے بعضا آدمی ایک مذہب
امام معین پر نشوونما پاتا ہے اور کسی فقیہ معین سے استفتا کرتا ہے اور بعض مشائخ کی کوئی
حکایت سنتا ہے پھر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کرین اور سمجھین حالانکہ یہ غلط ہے
اسکے بہت نظائر ہین جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم مین یہ ہے کہ جمع کرکے تخمیس
و تقسیم درمیان غانمین کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ مین کہ امام کو تنفیل اربع اخماس
سے جائز ہے دو قول ہین مذہب فقہاء ثغور و ابو حنیفہ و اہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بدلیل
حدیث اہل سنن کہ حضرت نے بدایت مین تنفیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے
ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن المسیب و مالک و شافعی کہتے ہین کہ یہ جائز نہین ہے بلکہ مالک کے
نزدیک تنفیل خمس سے چاہیے اور نزدیک شافعی کے خمس الخمس سے امام احمد کو ابن مسیب و مالک
دونون سے تعجب آتا تھا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت اونکو کیونکر نہ پہنچی صحیحین مین ابن عمر سے
آیا ہے بھیجا ہمکو حضرت نے ایک لشکر مین طرف نجد کے پس پہنچا سہام ہمارا بارہ بارہ اونٹ کو اور
محتمل نہوا خمس الخمس اس بات کا کہ اوسمین سے ہر ایک کا حصہ نکلے یعنی یہ امر ممکن نہ تھا کہ سہم
بیس اونٹ کا ہو کیونکہ دو سہم بعد خمس کے اربع اخماس مال مین سے ہوتی ہین سو جب اون
دو سہم پر بقدر ربع اون دونون کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پھر جبکہ دو سہم
بارہ جزء سہم بنگئے تو تقسیم پندرہ جزء ہوگی اس صورت مین نفل ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت
پچیس جزء ہوتے تو خمس پانچ جزء ہوتا تو نفل مذکور کا اس وقت خمس الخمس ہونا ممکن تھا اسیلئے
اگر امام بعض غانمین کو بعض پر کسی مصلحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذی قرد مین سلمہ بن اکوع کو سہم سوار و پیادہ دونو
کا دیا تھا تو یہ تنفیل امام کی اصح اقوال علماء مین جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہین کہتے

تمام تقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی ہے وہ اوسی کی ہے اور ہنوز تقسیم غنائم کی نہین ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علمار مین جائز ہے ظاہر مذہب احمد بہی یہی ہے اور دوسرے قول مین جائز نہین ہے مذہب مشہور شافعی یہی ہے اور کلام مذہبین مین خلاف سب ہے اسی اصل پر بنیاد اون غنائم کی ہے جواز منہ متاخرہ مین ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلاجقہ اتراک نے لئے اور اہل اسلام نے ثغور شام و مصر سے حاصل کئے اوسمین بعض فقہار نے جیسے ابو محمد جوینی نے یہ فتوی دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا اوسمین سے خریدنا اور کسی شرمگاہ کا وطی کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا حلال نہین ہے حالانکہ جو فساد اس قول مین ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سباح شافعی نے اوسکا معارضہ کرکے فتوی دیا کہ امام پر کسی حال مین قسمت و تخمیس غنائم واجب نہین ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچتی ہے کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض غانمین کو محروم رکھے یا خاص کرے اور یہ زعم کیا کہ سیرت نبوی اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور پہلا قول بہی باطل و منکر ہے دونون مین انحراف ہے صواب اس جگہ یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہدیا کہ جسنے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے تو وہ اوسکی ہوگئی اور اونکو غنائم سے منع نہین کیا بلکہ یہ غنائم مین سے اوس چیز کا ارادہ کیا جو بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہا کہ اوسپر تقسیم کرنا مغانم کا عدل سے واجب ہے یا اذن انتہاب یعنی غارتگری کا دینا جائز نہین ہے تو یہ مغانم مال مشترک ہے درمیان غانمین کے غیر کا اوسمین کچھ بہی حق نہین ہے تو پہر جو کوئی اوسمین سے بقدر حق خود لے لیگا وہ اوسکو جائز ہوگا اور جب اوسمین شک ہوگا تو یا تو احتیاط کریگا یا ورع مستحب اختیار کریگا یا وہ چیز لیگا جسپر ظن غالب ہوگا و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا **ف** اسی طرح اوس مزارعت مین جسکو بعض لوگ مخابرہ کہتے ہین فقہار کا تنازع ہے لیکن سنت مطہرہ سے جواز اوسکا ثابت ہوچکا ہے حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار پر پہل ہو یا کہیتی معاملہ کیا تہا اس شرط پر کہ اپنے مال سے اوسکو آباد کرین اور جس مخابرہ سے نہی آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح مین یون ہے

کہ مالک مزرع ایک لقعۂ معینہ کو شرط کرلے اسی طرح کرایہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک ابو حنیفہ
و شافعی و احمد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت مین اوس سے منع کرتے ہین اسکے
نظائر بہی بہت ہین یہ ایک اصل ہوئی ف دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب
ایسا معاملہ کیا جسکے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ مین کیا تو اب دوسرے مسلمان کو بہی
ویسا ہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال مین جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اس معاملہ
کا نہو عمر بن خطاب کے سامنے یہ مرافعہ آیا تہا کہ بعض عمال اہل جزیہ سے بعوض جزیہ خمر لیتے
ہین کہا قتل کرے اللہ اوس عامل کو اوسکو یہ نہین معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ
الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا و باعوہا و اکلوا اثمانہا پھر کہا کہ وہ خمر اونہین کو
دیدو کہ وہ فروخت کرکے اوسکی قیمت داخل کرین یہ اسلئے کہا کہ وہ اپنے دین مین معتقد
اسکے جواز کے تہے اسی جگہہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جنکو وہ باہم کرتے
اور جائز سمجھتے ہین اور لین دین اموال کا باہم اونکے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہوجائین اگلے
تو یہ اموال اونکے لئے حلال رہینگے اور جب ہماری طرف تحاکم لائینگے تو ہم بہی وہ مال
اونہین کے ہاتہہ مین بدستور رہنے دینگے خواہ یہ تحاکم قبل اسلام کے کرین یا بعد اسلام کے
اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربا ان کنتم مومنین
اس آیت مین یہ حکم دیا ہے کہ جو اونکے ذمہ پر باقی رہگیا ہے وہ چھوڑدو نہ لو یہ حکم نہین دیا
کہ جو لے چکے ہو وہ بہی پہیردو اسلئے کہ وہ اوس ربا کو حلال جانتے تہے اسی طرح جب
کوئی مسلمان ایسے معاملات کریگا جنکے جواز کا معتقد ہے جیسے حیل ربویہ جسکا فتوی حنفیہ
شافعیہ دیتے ہین اور ایسے معاملات مین لیگا یا کہیتی کریگا اس شرط پر کہ بیج کاشتکار کا ہو
یا زمین کو پیداوار زمین پر کرایہ دیگا یا جنس خارج پر یا مثل اسکے یا مال لیگا تو دوسرے مسلمان
کو بہی اس طرح کا معاملہ کرنا اوس سے اس مال مین بطریق اولی جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد
اسکے جواز کا نہو اور اگر بعد مین اوسپر یہ بات کھل جاویگی کہ تحریم راجح تہی تو بہی اوسپر اخراج

اوس مال مکسوب کا بتا دینا سائل لازم نہ دیگا کیونکہ یہ اولی تر ہے ساتھہ عفو یا عذر کے کفر
متناول سے اگرچہ بعض فقہا بعض اہل ورع پر اس بات مین اتفاق کرین کہ وہ ناجائز کفار سے
مول لیکرے اور مصالح مسلمین کو ترک کردے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ و رسول کسی
مسلمان کو یہ حکم نہ دینگے کہ وہ مال کفار کھاسکے اور مال مسلمین ہدر ہے بلکہ اہل اسلام اولی تر
ہین ساتھہ ہر خیر کے اور کفار اولی تر ہین ساتھہ ہر شر کے **ف** تیسری اصل یہ ہے کہ حرام
دو طرح پر ہے ایک حرام بالوصف جیسے مردار و گوشت خوک سوا اس طرح کا حرام جب کسی شے
مائع مین مختلط ہوجائیگا اور اوسکی لون و طعم و ریح کو متغیر کردیگا تو وہ شے حرام ہوجائیگی اور
اگر متغیر نکریگا تو اوسمین نزاع ہے یہ جگہ اوسکے ذکر کی نہین ہے دوسرا حرام بالکسب جیسے
مال ماخوذ بغصب یا بعقد فاسد یہ اگر کسی مال حلال مین ملجائیگا تو اوسکو حرام نکریگا اس صورت
مین اگر ایک شخص سے روپیہ اشرفی آرد گندم شیر بغصب کا لیکر اپنے مال مین ملالیا تو وہ سارا
مال حرام نہوگا نہ اوسپر اور نہ اوسپر بلکہ اگر دونون مال متماثل ہین اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر
اوسکے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونون مین سے
عین مال دیگر زیادہ ہوگا تو دوسرا مثل اوسکے لے لیگا سہی یہ بات کہ خلط مثل اتلاف کے
ہے یا نہین اسمین دو وجہ ہین مذہب شافعی و احمد وغیرہما مین ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے
مثل اوسکے حق کے جہان سے چاہے اوسکو دے دوسرے یہ کہ اوسکا حق اسمین باقی ہے
مالک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اوس مخلوط سے طلب کرے یہ اصل بہت نافع ہے اسلیے
کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرلیتے ہین کہ درہم محرم سب مختلط بحلال ہوجاتے ہین تو سارا
مال حرام ہوجاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہان بعض علماء نے قلیل مین تورع کیا ہے لیکن جبکہ
کثیر ہے تو اوسمین ہمین کسی کا نزاع معلوم نہین ہے **ف** چوتھی اصل یہ ہے کہ جب
شناخت مالک کی متعذر ہو تو اوس مال کو مصالح مسلمین مین نزدیک جماہیر علماء کے صرف
کرے جیسے مالک و ابو حنیفہ وغیرہما اگر ایک انسان کے ہاتھ مین مال غصب یا عاریت یا ودیعت

یا رہن ہے اور وہ معرفت اصحاب اموال سے مایوس ہے تو وہ اون اموال کو مالکین کی طرف سے
صدقہ کر دے یا مصالح مسلمین میں صرف کرے یا امام عادل و قائم عدل کو سونپ دے کہ وہ اوسکو
مصالح شرعیہ میں اوٹھا دے بعض فقہا نے کہا ہے بلکہ توقف کرے یہانتک کہ پتہ اصحاب اموال
کا لگے لیکن صواب قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ وہ
معرض ہلاک و استیلاء ظلمہ میں رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خرید کی پھر گھر
میں گئے کہ قیمت لائیں باہر آکر بائع کو نہ پایا مسکینوں کے گرد پھرے اور اوس قیمت کو صدقہ
کر دیتے اور کہنے لگے اللہم عن رب الجاریۃ یعنے یہ صدقہ طرف سے مالک کنیز کے ہے فان
قبل فذاک وان لم یقبل فھو لی وعلی مثلہ الی یوم القیامۃ یعنی اگر اوس مالک کنیز نے
اس صدقہ کو قبول کیا تو یہ اوسکی طرف سے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرف سے ہے اور مثل
اوسکے مجھپر تا قیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت میں سے کچھ خیانت کر لی تھی اور
بعد اونکے تفرق کے وہ مر گیا بعض تابعین نے فتوی دیا کہ اونکی طرف سے تصدق کر دیا جائے
اس فتوی پر سارے وہ صحابہ و تابعین جنکو یہ فتوی پہنچا راضی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ
اہل شام اسکی بنیاد دو اصل پر ہے ایک وقف عقود و تصرف عن الغیر بغیر اوسکے اذن کے
اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ بیع کرے اور اوس بیع کو اجازت متصرف عنہ پر موقوف رکھے
اگر اوسنے اجازت دیدی تو جائز ہوگی یہی مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا ایک روایت
میں اور ایک قول شافعی کا بھی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے مذہب مشہور شافعی کا یہی
ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا متعذر ہوا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو
وہ بیع موقوفا واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اوسکو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد میں مسمے
نہیں کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجہول ہوا تو حکم معدوم میں ٹھہریگا اسکا بیان اصل
پنجم میں آتا ہے اوس سے کشف ستر مسئلہ ہوگا ف پانچوین اصل یہ ہے کہ حکم مجہول کا شریعت میں مثل
معدوم کے ہے اور مثل اوسکے معجوز عنہ بھی ہے قال تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا و

قال تعالیٰ فاتقوا اللہ ما استطعتم اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم بامر فاتوا منہ
ما استطعتم سو اللہ کا ہر حکم مشروط بالقدرت و ممکن عمل ہوتا ہے ہم جب اوسکی معرفت و عمل
سے عاجز ہو نگے تو وہ ہم سے ساقط ہو جائیگا اسی سے لئے حضرت نے لقطہ مین فرمایا ہے کہ جب
اوسکا صاحب یعنی مالک آئے تو اوسکو دیدو ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے سو
لقطہ کا مالک معصوم تھا لیکن جبکہ شناخت اوسکی متعذر ہو گئی تو یہ فرمایا ہی مال اللہ یوتیہ
من یشاء یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ ملک مالک اول کی اوس سے زائل ہو جائے
اور وہ مال اس ملتقط کو ملجائے سو درمیان امت کے اس بارہ مین بعد تعریف
یکسال کے کچھ نزاع نہین ہے کہ ملتقط اوسکو صدقہ کر دے اور اگر خود فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا
مالک بنجائے رہی یہ بات کہ باوجود غنا کے بھی مالک ہو سکتا ہے یا نہین اسمین دو قول مشہور
ہین مذہب شافعی و احمد کا یہ ہے کہ تملک جائز ہے اور مذہب ابو حنیفہ رح کا یہ ہے کہ جائز نہین ہے
پھر اگر کوئی آدمی مر گیا ہے اور اوسکا وارث پیدا نہین ہے تو وہ مال مصالح مسلمین مین صرف
کیا جائیگا اگرچہ نفس الامر مین کوئی وارث غیر معروف کیون نہو ہان اگر وارث ظاہر ہوگا تو پھر
اوسکو وہ مال دیدیا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اوسکا غیر حرام تھا
لوگ کثرت سے مرتے ہین اور اونکے عصبات ہوتے ہین جو بعد ایک مدت کے پہچانے جاتے ہین
ف یہ بات ظاہر ہو گئی تو اب کہا جاتا ہے کہ جو اموال مغصوبہ و مقبوضہ بعقود غیر مباح القبض
موجود ہین اگر معلوم ہو جائے کہ فلان مسلمان کے ہین تو اون اموال سے اجتناب کرے کہ
کسی نے اوسکو چرایا یا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اسکا
لینا درست نہین ہے نہ بطریق ہبہ نہ بطریق معاوضہ نہ بطور وعدہ نہ بطور قیمت مبیع نہ
بطریق وفاء قرض کیونکہ یہ شخص کچھ اوس مظلوم کا مالک نہین ہے اور اگر اس مال کو کسی
تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفاء کرنا اوسکا بیع و اجرت
و قرض وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر مجہول الحال ہے تو مجہول مثل معدوم کے

ہوتا ہے اور اصل اوس چیز مین جو ہاتھہ مین کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوسیکی ملک ہے
اگر وہ دعوی اپنی ملکیت کا رکہتا ہے یا اوسکا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی
بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال مین کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت
تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اوس مال کا جو اوسکے ہاتھہ مین ہے معلوم نہو گا تو
حکم اصل پر کیا جائیگا ف اگر ایک درہم نفس الامر مین مغصوب تہا اور ہمین نہین معلوم ہے اور
مجہول کو حکم معدوم کا ہے تو لینا ہمارا اوس درہم کو قیمت مبیع و اجرت عمل و بدل قرض مین
اخذ لقطہ سے کچہہ کم نہین ہے اسلئے کہ لقطہ کو بغیر عوض لیا تہا اور اوسکا مالک معلوم نہ تہا
اور اس مال کا مالک بہی معلوم نہین ہے اور اسکو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو پہر حرام
نہوگا ہان جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ ورع اوس سے
ترک معاملہ کر دے اور اگر اکثر مال اوسکا حرام ہے تو اوسمین درمیان علماء کے نزاع ہے
رہا مسلمان مستور الحال سو اوس سے معاملہ کرنے مین کوئی شبہ نہین ہے بلکہ جو کوئی
اوس سے معاملہ ترک کر دیگا وہ مبتدع فی الدین ہوگا جسکے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہین
فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہو جاتا ہے اس غالط سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ
نشیبان والبان یا کولہ شاید اصل مین منہوب و مغصوب ہون یہ کہنا چاہئے کہ مجہول کو حکم معدوم
کا ہے سو جبکہ یقینا اسکا علم نہین ہے تو گویا سرے سے نہ غارتگری ہے نہ غصب ہے اسلئے
کہ اللہ پاک نے جو معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اسلئے کیا ہے کہ اونمین ظلم ہے قال تعالی
لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معہم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط سو غصب
اور اوس کے انواع جیسے سرقہ و خیانت داخل ظلم ہین میسر و ربا اسی لئے حرام ہے
کہ انمین ظلم ہے سو جب بات یون ٹہیری تو یہ مظلوم جسکا حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھہ فروخت
کر دیا گیا ہے اور خریدار اوسپر قابض ہے اور وہ نہین جانتا کہ یہ کیسا مال ہے پہر وہ مال
اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

پہنچی تو معلوم ہوا کہ ان لوگون نے اوسپر کچھ ظلم نہین کیا ہے ظالم وہی شخص تہا جسنے اوسپر تعدی
کی تہی لیکن ابہی بات باقی رہی کہ اگر مظلوم کو یہ حال معلوم ہو جاوے تو مطالبہ اوس مال کا ان
لوگون سے اوسکو پہنچتا ہے بسبب التزام ضمان کے یا نہین اسمین علما کے دو قول ہین اصح یہ ہے
کہ مطالبہ نہین پہنچتا اور جن لوگون کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے قرار پر نہ مغرور پر کیا ہوا صحیح
وہ باہم متنازع ہین اس امر مین کہ مالک کو مطالبہ کرنا مغرور سے یا ضمان کا غار سے پہنچتا ہے
یا نہین اسمین بہی دو قول ہین مذہب احمد وغیرہ مین اسکی مثال یون ہے کہ ایک ظالم
ودیعت رکہے پاس ایسے شخص کے جو نہین جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے پہر وہ ودیعت تلف
ہو گئی تو اب مالک مودوع سے مطالبہ کرے یا نکرے اس جگہہ دو قول ہین اصح یہ ہے کہ نکرے
اور اگر وہ مال کسی مہمان کو کہلا دیا ہے اور حال ظلم کا معلوم نہ تہا پہر مالک کو معلوم ہوا تو اب وہ
مطالبہ اوسکا مہمان سے کرے یا نکرے اسمین بہی دو قول ہین ایک یہ کہ نکرے اور جو قائل
ہے مطالبہ کا وہ یہ نہین کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اوسپر بابت اوس اکل
کے کچہہ گناہ نہین ہے اور نہ اوسپر تاوان آتا ہے بلکہ ادا ثمن لازم ہے اسلئے کہ وہ بمنزلہ
مشتری کے ہے اور یہ قائل یون کہتا ہے کہ کسی حال مین بہی اوسپر اکل مین نہ کچہہ اثم ہے
اور نہ کچہہ غرم ہے تو غرامت پر ہے جسنے براہ ظلم وستم مال اوسکا ناحق لیلیا ہے سو جب ہم
کوئی مال عین ہاتہہ مین کسی انسان کے دیکہین گے اور ہمین یہ بات معلوم نہو گی کہ یہ
مال مغصوب ہے یا مقبوض ساتہہ ایسے قبض کے ہے جو مفید معاملہ مالک نہین ہے اور
ہم اوس مال کا استیفا یا ہبہ کر لینگے یا کسی اجرت یا بدل قرض مین لے لینگے تو ہمپر کچہہ
گناہ اس بابت بالاتفاق نہو گا اگرچہ نفس الامر مین وہ مال مسروق یا مغصوب ہے پہر جب بعد اوسکے
ہمنے جانا کہ وہ مسروق تہا تو اصح قولین مین ہمپر کچہہ واجب نہین ہے مگر وہی امر جسکا
التزام ہمنے عقد مین کر لیا تہا استقرار ضمان کا پہر نہو گا خواہ ہدیہ مین گیا یا ہبہ مین اور
ضمان زیادہ قیمت سے نہین ہوتا ہے اسی طرح اجرت وبدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اونمین تصرف کرینگے تو پہر ضمان مستقر نہوگا لکن فقہاء نے اس مسئلہ مین تنازع کیا ہے
وہ یہ ہے کہ مالک کو تضمین اس مغرور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہو گیا ہے پہر رجوع غار پر
یعنی جس غرم مغرور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا مغرور سے نہین پہنچتا مگر اوسی مین جسپر ضمان ہے
اسمین دو قول ہین اور وہ دونون دو روایت ہین احمد سے اسی کے مانند یہ شکل ہے کہ ایک
شخص نے ایک کنیز غصب کر لی اور ایک انسان نے اوس کنیز کو اس غاصب سے خرید کیا اوس سے
اولاد ہوئی یا اوسکو ہبہ کر دیا تو اس صورت مین صحابہ و ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ
ولد اوس مغرور کا حر ہوگا اسلئے کہ واطی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ وہ کنیز کسی غیر کی مملوک ہے
بلکہ وہ تو اوسکو اپنی ملک سمجھا ہوا تھا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت
ورق مین تابع مادر اور نسب و ولا مین تابع پدر ہوتا ہے معہذا اوس ولد کو آزاد ٹھیرایا کیونکہ
اوسکے والد کو یہ حال معلوم نہ تہا اور مجہول مثل معدوم کے ہوتا ہے ہان سید جاریہ کے لئے
بدل ولد واجب بتاتے ہین اسلئے کہ وہ اوسکا مستحق تہا اگر یہ غرور یعنے دہوکا نہوتا
بموجب اوس ولد کو ملک سید سے ناحق خارج کیا تو اب سید کو بدل اوسکا ملنا چاہیے اور
مہر بھی ملے لیکن اصح قولین مین یون کہا ہے کہ لازم اس بدل کا ذمہ پر غار ظالم کے ہے
جسنے اوس جاریہ کو غصب کیا تہا پہر اوسکو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر مغرور مشتری کے
اوسی قدر لازم ہے جسکا التزام اوسنے عقد مین کیا تہا یعنی فقط ثمن اب رہی یہ بات کہ
صاحب جاریہ مطالبہ فدا ولد و مہر کا مغرور سے کرے اور مغرور مطالبہ اوسکا غار سے کرے یا
فقط مطالبہ صاحب جاریہ کا غار ظالم سے چاہیے اسمین دو قول ہین وہ دونون دو روایت
ہین امام احمد سے درمیان امت کے اسمین نزاع نہین ہے کہ وہ وطی حرام نہ تھی اور وہ بچہ
ولد رشد ہے نہ ولد زنیہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صور مین تنازع نہین
کیا ہے کہ آکل و لابس و واطی عالم پر اثم نہین ہے بلکہ تنازع ضمان مین ہے کیونکہ ضمان
باب عدل سے ہے جو حق مین آدمیون کے واجب ہے اور عمد و خطا مین واجب آتا ہے

وماكان لمؤمن ان يقتل مومنا الا خطأ ومن قتل مومنا خطأ فتحرير رقبة مومنة
ودية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا معلوم ہوا کہ قاتل نفس براہ خطا اگرچہ آثم نہ
فاسق لیکن اوسپر دیت لازم آتی ہے اسی طرح جسکو کوئی مال مغصوب براہ خطا ملا ہو یا تلف کر دیا ہو اوسپر
مثل یا اوسکا لازم ہے کوئی گناہ اوسپر نہین آتا یہان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اثم منتفی ہوگا
بہمراہ عدم علم کے اس صورت مین سارے اموال جو ہاتھ مین اہل اسلام واہل کتاب کے ہین اور
کسی دلالت وامارت سے اونکا مغصوب یا مقبوض ہونا بقبض ناجائز معلوم نہین ہے جسکے سبب سے
قابض کے ساتھ معاملہ کرنا وانسے تو معاملہ کرنا ساتھ اونکے اوس مال مین بلاریب بلانزاع درست
ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب اموال لوگون کے اسی طرح پر ہین اور وہ قبض
جو مفید ملک نہین ہوتا ہے ظلم محض ہے یا وہ مال جو بقصد فاسد مقبوض ہے جیسے ربا وغیرہ یعنی
جوا وغیرہ اوسکا مفید ملک ہے یا نہین سو اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابوحنیفہ رح
اسی طرف گئے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مفید ملک نہین ہے شافعی واحمد کا مذہب معروف
یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مرگیا تو مفید ملک ہے اور اگر رد کرنا اوسکا مالک کو ممکن ہے اور عین
و نرخ مین متغیر نہین ہوا ہے تو افادہ ملک نہین کریگا مذہب مالک اسیطرح پر ہے شیخ الاسلام
ابن تیمیہ رح کہتے ہین ہمنے ان امور قواعد کا بسط اور جگہہ کیا ہے یہان تو فقط اون قواعد
شریفہ پر آگاہ کیا گیا ہے جو ناسخ باب اشتباہ ہین اس اصل مین جو کہ منجملہ ایک اصول اسلام
کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ مدار اصول اسلام کا تین حدیثون پر ہے
ایک الحلال بین والحرام بین الخ دوسری انما الاعمال بالنیات الخ تیسری من عمل عملا
لیس علیہ امرنا فہو رد کیونکہ اعمال دو طرح پر ہوتے ہین ایک مامور دوسرے محظور سو حدیث
اول مین ذکر محظورات کا ہے مامور وہ ہے جسکا قصد قلب و نیت سے کیا ہے اور عمل بجا آ
سو یہ وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قوله ليبلوكم
ايكم احسن عملا مین کہا ہے یعنی اخلصه واصوبه پوچھا اے ابوعلی اخلص و

اصوب عمل کیا ہے کہا عمل جب خالص ہوگا اور صواب نہوگا یا صواب ہوگا اور خالص نہوگا
تو قبول نہوگا جب تک کہ خالص و صواب دونون نہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ
موافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہانتک ہمنے ذکر کی یہ بات روشن ہوگئی کہ قول
قائل کا کہ اکل حلال متعذر و دشوار ہے اور وجود اوسکا اس زمانہ مین ناممکن و محال ہے مخالف
اجماع ہے بلکہ اموال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے منقول
اس قول کے بعض طوائف متفقہہ و متصوفہ ہین اور کبار مشائخ عراق سے جسنے یہ بات کہی ہے
ہم اوسکو جانتے پہچانتے ہین اور شاید یہ قول اونہین کے پاس سے نزدیک شیوخ مصر کے
منتقل ہوکر آیا ہے لکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازہ اکل کو مسدود کردے بلکہ یون
کہدے کہ اس عہد مین کوئی راہ طرف ورع کے نہین ہے پھر قائل مذکور نے یہ بہی ذکر کیا
ہے کہ جب یہ دشواری ٹہیری تو اب کیا کرے کیا نکرے لکن اس دم اوسکا استحضار نہین ہے
عاقل کو تدبر کرنا چاہیے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے جسپر کتاب و سنت و اجماع
سلف امت و ائمہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی
متناقض نکالے جسکو عقل و دین دونون رد کرینگے لکن ہاں اگر مجتہد متحری طاعت خدا و رسول
ہوگا تو اللہ اوسکے اجتہاد پر اوسکو ثواب دیگا اور اگر خطا کریگا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک
رءوف رحیم **ف** رہی یہ بات کہ وقعہ منصورہ مین جب تقسیم غنائم کی نہوئی تو اوسمین
شبہہ داخل ہوگیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض اموال مردم
مین مختلط ہوگیا ہے جیسے مال غصب جسپر کہ ولاۃ و قطاع و اہل فتن قدرت رکھتے ہین اور
دخول خیانت معاملات مین جو اس اختلاط سے بہی بیشتر ہوتی ہے خصوصاً ان بلاد مصریہ مین
کہ وہ بہ نسبت اقلیم شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم مین بسبب اسکے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر
براہ خیانت و جحد حق ظلم کرتے ہین اور طرفین سے متولین ناحق کے کثرت سے ظلم ہوا کرتا ہے

ہوا اما التحریم کا اس امر پر اولی تر ہے احالہ تحریم سے مغانم پر دوسرے یہ کہ دیئے بابت ان مغانم
کے مذاہب فقہاء کو ذکر کر دیا ہے اور بیان کر دیا کہ جب امام نے اذن آخذ کا بغیر قسم دیدیا تو
یہ جائز ہوا اور اگر جائز نہیں ہے تو بھی جس کسی نے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز
ہے اور اگر مقدار حق سے زیادہ ستانی کی ہے اور واپس کرنا اوسکا اصحاب مال پر بوجہ عدم
علم متعذر ہوگیا ہے تو پھر اوسکو طرف سے اون اصحاب کے تصدق کر دے اور اگر تصدق
نہیں کیا ہے بلکہ اوسمیں تصرف کر لیا ہے تو پھر اوس مال میں سے جسکے پاس کچھ پہنچا ہے
اور اوسکو حال اوس مال کا معلوم نہیں ہے تو یہ مال نہ اوسپر حرام ہے اور نہ کچھ اس بابت
اوسپر گناہ ہے رہی یہ بات کہ یہ حکم سائر مغصوب مذکورہ میں جاری ہو سکتا ہے یا نہیں سو
اسمیں اختلاف ہے لیکن بیان مذکور سے یہ بات تو مبین ہو چکی ہے کہ جسنے اپنی جان کو اجارہ
میں دیا یا اپنا جانور کرایہ پر چلایا یا اپنی زمین وغیرہ قیمت یا اجرت لی تو یہ کچھ اوسپر حرام نہیں
ہے خواہ اوسکو یہ بات معلوم ہو کہ یہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے یا اوس کا
حال معلوم نہیں ہے بلکہ مستور ہے لیکن اگر یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مالک نے اوس مال
کو غصب کیا ہے یا چورایا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جسکا لینا ثمن یا اجرت
میں درست نہیں ہے تو یہ جگہ تنازع کی ہے فقہاء و علماء میں **ف** یہ قول قائل کا کہ درہم
نے کس طرح تعیین کو قبول کیا جسکی وجہ سے سبب ممنوع حرام ہوگیا اور کس طرح تعیین کو قبول کیا
جسکی وجہ سے سبب مشروع حلال ٹھیر گیا سو اسکی صورت یہ ہے کہ درہم قابل تعیین ہے حرام بالوصف
اور محرم بالکسب میں اول کی مثال خمر ہے کہ جب تک عصیر تھا حلال طاہر تھا باتفاق علماء جب خمر ہوا
تو حرام ہوگیا پھر خمر سے بفعل خدا بغیر قصد سرکہ بنگیا تو حلال ٹھیرا باتفاق علماء اختلاف اوسمیں ہے
جسکی تخمیر و تخلیل کا قصد کیا گیا ہے اوسی طرح سائر نجاسات میں تنازع ہے جیسے خنزیر جبکہ نمک
ہو جاوے اور نجاست جبکہ راکھ بنجاوے بعض نے کہا پاک نہیں ہوتا یہی قول ہے شافعی
کا اور ایک قول مالک و احمد کا دوسرا صحیح دوسرے کی مثال آب مغصوب ہے کہ وہ حرام ہے اسلئے

کہ ظالم نے اوسپر براہ ظلم قبضہ کرلیا ہے پھر اگر حق سے قابض ہوگا تو مباح ہوجائیگا مثلاً مالک
مال غاصب مذکور کو اذن اوسکا دیدے یا ہبہ کردے یا اوسکے ہاتھ فروخت کردے یا خود
مالک اوسکا یا ولی یا وکیل مالک کا اوسکو اپنے قبض مین لیلے پھر اگر غاصب نے وہ پانی ایسے
شخص کو دیدیا ہے جسکو یہ بات معلوم نہین ہے کہ وہ پانی مغصوب ہے تو اسکا لینا قبض کرنا
حق سے ہے نہ ناحق سے اسلئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امر نامعلوم کی نہین دی
ہے اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جسنے اس قابض سے اوس پانی کو براہ حق لیا ہے
انتہی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی وایانا برحمتہ السابقۃ علی غضبہ وجنبنا عن
حرام المال وغضبہ بمنہ وکرمہ آمین ف حدیث نعمان بن بشیر مین نزدیک شیخین
وغیرہما کے حلال وحرام کا بین ہونا فرماکر پھر ارشاد کیا ہے کہ ان دونون کے درمیان مین امور
مشتبہ ہین پھر اون امور مشتبہ کے ترک کرنے کو فرمایا ہے سو تفسیر مشتبہات مین اہل علم کا
اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہین جنمین تعارض دلیلون کا ہے کسی نے کہا وہ ہین
جنمین اختلاف علما کا ہے کسی نے کہا مراد قسیم مکروہ ہے کیونکہ فعل و ترک دونون اوسکو اپنی
اپنی طرف کھینچتے ہین کسی نے کہا مراد مباح ہے یہ چار قول ہوئے مؤید قول اول وثانی
لفظ بخاری ہے لا یعلمہا کثیر من الناس ترمذی کا لفظ یہ ہے لا یدری کثیر
من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام مفہوم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات
کی ممکن ہے لکن تھوڑے لوگ اوسکو جانتے ہین جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع
مشتبہات کا حق مین غیر مجتہدین کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ اونکو ترجیح ایک دلیل کی دو دلیلون
مین سے ظاہر نہین ہوتی مؤید قول سوم وچہارم کی روایت ابن حبان کی ہے بلفظ اجعلوا
بینکم وبین الحرام سترۃ من الحلال من فعل استبرأ لدینہ وعرضہ اس تقدیر
پر حدیث متضمن ہے تقسیم احکام کو طرف تین چیزون کے اور یہ تقسیم صحیح ہے بعض مشائخ
علم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ مین اور استکثار مکروہ سے حرام مین پڑجاتا ہے

فتح الباری مین وجہ اول کو ترجیح دی ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ سب وجوہ کا مراد ہونا بھی کچھ
بعید نہین ہے یہ وجوہ باختلاف مردم مختلف ہوتی ہین انتہی لکن تفسیر اول و دوم صحیح ہے وجہ
صحت کی دلیل الطالب مین ذکر کی گئی ہے مشتبہ مین توقف کرنا چاہیے مثلاً ایک عالم نے کہا
کہ لحم خیل وضبع کا حلال ہے دوسرے نے کہا کہ حرام ہے یا ایک نے شراب نبیذ ومثلث کو حلال
بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھا یا ایک نے کہا بیع نسیہ حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام
ہے تو اس جگہ مثل ان اشیا کے ورع اسکی یہ ہے کہ ان اشیا کو ترک کردے کیونکہ اس جگہ یہ وقف ایسا
مسلک ہے کہ ہر ایک ان علما مین سے ساتھ اوسکے راضی رہ سکتا ہے رضا قائل تحریم کی خود
ظاہر ہے اور رضا قائل تحلیل کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بات نہین کہتا ہے کہ ان چیزون
کا اکل یا تناول واجب ہے بلکہ غایت قول اوسکا یہ ہے کہ یہ اشیا حلال ہین اور فعل و ترک
اونکا جائز ہے اس صورت مین تارک نزدیک دونون عالم کے مصیب رہیگا پس ورع محمود
اس حالت مین یہی توقف ٹھیرا یہ ورع جسطرح کہ ترک مین ہوتا ہے اسی طرح فعل مین بھی
ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہین
ہے تو ورع اس جگہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھ مانع غسل سے نہین ہے
بلکہ غسل مین ترغیب آئی ہے گو واجب نہو اور جو اوسکو واجب نہین کہتا ہے وہ کچھ قائل
عدم جواز کا نہین ہے بلکہ مسنون یا مندوب بتاتا ہے سو جس جگہ تعارض ادلہ کا درمیان تحریم
وکراہت اور درمیان حلت وجواز کے ہو وہان ورع ترک مین ہوتا ہے اور جہان تعارض
درمیان وجوب وندب اور درمیان اباحت واستحباب کے ہو وہان ورع فعل مین ہوتا ہے
ہان اگر تعارض ادلہ کا درمیان تحریم وکراہت اور درمیان وجوب یا ندب کے ہو تو وہ
جگہ البتہ مقام ضنک و محل صعب وعقبہ کئود ہے جیسے کہ اوقات کراہت مین نہی آئی
ہے نماز سے اور امر آیا ہے نماز تحیت المسجد کا اس جگہ بعض نے کہا ورع ترک مین ہے
لکن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ مین موقع بچا کر مسجد مین آئے تفصیل اس قول کی دلیل الطا

مین ہے ف حلال بین وہ ہے جسکی تحلیل پر نص وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحریم منصوص ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نص کی ہے وہ جنس حلال بین سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہین ہے تو وہ بھی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے وماسکت عنہ فھو عفو وماکان ربک نسیا سو ایسا مباح جبکہ ذریعہ وقوع کا حرام مین نہو تو وہ بے شبہ شبہات مین مندرج نہوگا ہان جو مباح ذریعہ حرام ہو سکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے استمتاع زوجہ سے حالت حیض مین ماعدای لپس وپیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہین ہوتے ہین اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا مالا باس بہ کا ہے ڈر سے مابہ باس کے اس باب مین سلف بڑے محتاط تھے بعض لوگون نے سالہا سال تک تبسم نکیا ابن سیرین نے تیل خرید کیا تھا تجارت کو ایک مشکیزہ مین ایک چوہا پایا گمان کیا کہ شاید عصیر مین پڑ گیا ہوگا سارا تیل پھینک دیا اوس سے نفع نلیا ایک بار ایک مال خرید کیا تھا اوسمین بارہ سو درہم کا نفع ہوا دل مین شک پڑا کہ ذرا سے مال پر اتنا نفع لینے پہ اوسکو چھوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچھہ سود نہین ہے ثوری دمشق کی کہجور نہ کہاتے تھے پوچھا تو کہا ایام قدیم مین یہ باغات ہاتھہ مین ظالمون کے تھے معلوم نہین کہ دخل وخرج اونکا کس طرح پہ تھا غرضکہ سلف کی مسالک ورع مین ایسے تھے کہ خلاف اوسپر مسالک نہین ہو سکتے ہین شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک اسکو ترمذی نے حسن سبط سے روایت کیا ہے اور حاکم وابن حبان نے صحیح بتایا ہے دوسری حدیث مین آیا ہے استفت قلبک ولو افتاک المفتون رواہ احمد وابویعلی والطبرانی من حدیث وابصۃ مرفوعًا اسی باب سے یہ حدیث بھی ہے الاثم ما حاک فی صدرک وکرھت ان یطلع علیہ الناس بلکہ اس بارہ مین خود یہی حدیث مشتبہات کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو ربع یا ربعہ اون احادیث کا ٹھیرایا ہے جنپر دارمدار احکام اسلام وقواعد دین ومشوا الا شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہا ہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہین غرضکہ ورع اسکا نام نہین
ہے کہ سارے مباحات کو ترک کر دے بلکہ اوس مباح کی ترک کرنیکا نام ہے جسکو ڈر ہے
حرام مین داخل ہو **ف** رہا مکروہ سو وہ بالکل شبہ ہے کیونکہ اوسکا حلال یقینی یا حرام یقینی
ہونا شارع سے نہین آیا ہے بلکہ یہ مکروہ ایک واسطہ ہے درمیان ان دونون کے
ملکہ اخف ہے جسکا نام متشابہ کا حاجی کر سکین یہی مکروہ ہے مجتہد کو شناخت کرا
کی اوس ذریعہ سے دریافت ہو سکتی ہے سو جو چیز کہ اوسکا مباح ہونا ظاہر نہین ہوا ہے داخل مشتبہ
ہے اسی طرح وہ چیز جس سے نہی کسی حدیث ضعیف مین آئی ہے گو درجہ اعتبار کو نہ پہنچا
اور وضعی ہونا اوسکا ظاہر نہوا ہو وہ اصل مشتبہ ہے ایسے ہی مشتبہات کے بارہ میں
حضرت نے فرمایا ہے المؤمنون وقافون عند الشبہات سو مشتبہات امور چند قسم
کے ہیں ایک وہ جنمین تعارض ادلہ کا ہے دوسرے وہ جنمین اختلاف علما کا ہے تیسرے
وہ بعض مباح جو بعض احوال مین ذریعہ حرام یا وسیلہ ترک واجب ہو جاتے ہین بالاعتبار
اونکا مؤدی طرف ان دونون امر کے ہوتا ہے اگرچہ نادر ہو چوتھے سارے مکروہات
حق مجتہد و حق مقلد دونون کے مشتبہ ہین پانچوین وہ چیز جسکی اباحت اور حرمت
مین شک ہو چھٹی وہ ہے جسکی نہی مین کوئی حدیث ضعیف آئی ہے یہ دونون قسم اخیر حق میں
مجتہد و مقلد دونون کی شبہات ہوتی ہین **ف** منجملہ اونکے جو بطور حدیث کے
ہین ایک قیاس ہے لیکن جبکہ وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اسکے قائل
ہون اور نزاع اوسمین باعتبار صحت و بطلان و استدلال اور رد کے کثرت واقع ہوا ہو
پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی منجملہ مشتبہات کے شمار ہوگی یہی حکم اوس تحلیل کا
ہے جو اس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی پس احتیاط کرنا اوسکے فعل و ترک مین اصل
ورع ہوگا اسمین شک نہین ہے کہ شبہ سارے اون افعال سے تعلق رکھتا ہے جنکا انسان
مباشر ہوتا ہے جیسے ماکولات مشروبات منکوحات مثال ماکول و مشروب کی اوپر گذر چکی جیسے تحریم

وشرب مثلث ہو یا نکاح اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ مینے ان میان بی بی کو دودھ
پلایا ہے اور سوای اوس ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رضاعت کی موجود نہو اور ادلہ
اس جگہہ متعارض ہوں تو ایسی صورت مین یہ امر مشتبہ ہوگا اور ورع اوسکے ترک مین الشبہہ ہوگا
حدیث شریف مین آیا ہے کیف وقد قیل یہی حکم ساری اشارات عقود فاسدہ اور معاملات
بیوع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوف کرنا اونمین داخل ورع ہوتا ہے اور اقدام کرنا اونپر
اقدام کرنا ہے مشتبہات امور پر حکایت بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جہت اسلام
مین جو اونکے شہر سے نزدیک تہی غارت گری ہوگئی اونہون نے سارے ماکولات لحم وحب وغیرہا
کو جو اونکے شہر مین آتا تہا ایک سال تک کہانا چہوڑ کر گہاس کہانے پر قناعت کی اگرچہ اکثر علما
نے اس بارہ مین اونپر ملامت کی اگر اونہون نے کسیکی بات نہ سنی ذکرہ الحافظ ابن القیم
فی الکلم الطیب سوا اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ ایسے امور مظنونہ مظنہ اختلاط کے ہوتے
ہین اجتناب اونسے باب اجتناب شبہات سے ہے اہل ورع ایسا کیا کرتے ہین لیکن جو کہ یہہ
اجتناب ہمراہ تجویز اختلاط کے ہے اسلیئے قابل اوسکا لائق صفت کے نہین ہوسکتا ہے ہان اتنی
بات ہے کہ اکل عشب پر جم جانا ایک طرح کا غلو ہے دین مین یہ کیا ضرور ہے کہ اوس گاؤن
یا شہر مین کسیکے پاس بہی کوئی رزق حلال موجود نہو تلاش وتفحص سے میسر آنا اکل حلال کا
ممکن تہا اور نہ کسی اور جگہہ نقل مکان ہوسکتا تہا جہان رزق حلال میسر آسکتا ہے اگرچہ بقدر
سد رمق ہی کیون نہو جس طرح کہ امام نووی کے باپ اونکے دطن سے واسطے اونکے قوت بہیجتے
تہے ہان اگر کسی طرح پر قدرت استخراج خالص کے شائبہ حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی
غیر بلد سے بوجہ شدت اختلاط منکر کی ساتہہ معروف کے حاصل نہو سکنے اور کوئی رستہ طرف
رزق حلال کے باقی نہ رہے اور یہ اشتباہ واختلاط نفس الامر مین مقتضائی شرع پر واقع
ہو اور کسی وسوسہ سے پیدا نہوا ہو تو البتہ اس صورت مین عدول طرف اکل عشب کے ہوسکتا ہے
لکن اس شرط سے کہ عقیدہ نرکہے اور سد رمق پر بہی قدرت نہو بلکہ ایسی صورت مین

تو شارع نے تناول کرنا مال حرام بحت کا بقدر سد رمق مباح فرما دیا ہے پھر اوس چیز کا کیا ذکر ہے جو حرام بحت نہو بلکہ حلال مخلوط بحرام ہو **نکتہ** اتقاء شبہات کچھ خاص ماکولات ومشروبات ہی کی نہین ہے بلکہ عام ہے سارے افعال واعتقادات وعبادات مین اسکی تفصیل دلیل الطالب مین لکہی گئی ہے اور حکم ہر شبہ کا کسی شئے مین ہو وقوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور مجتنب رہنا اوس سے تاکہ کہین محرمات مین نہ پڑجاے عیاذاً باللہ واللہ اعلم بالصواب

## خاتمہ اس بیان مین کہ کسب رزق کرنا واسطے اپنے اور اہل وعیال کے اور طلب کرنا آسودگی کا مال سے منع نہین ہے

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطے عیال کے اور داخل ہونا اسباب تحصیل مال حلال مین خارج ہے طریقۂ صلحا سے بلکہ مخالف ہدی مرسلین وسیاق مسلک زاہدین ہے سو یہ اعتقاد اونکا وہم عظیم وجہل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود سید المرسلین امام الزاہدین رئیس الصالحین صلعم سے ثابت ہوئی ہے حضرتؐ نے سوال غنا کا اپنے رب سے کیا ہے صحیحین وغیرہما مین آیا ہے اللہم انی اسئلك الهدی والتقی والعفاف والغنا اس بارہ مین بہت سی احادیث آئی ہین ع یہ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور اوپر سے دیکہیے کیا ملے ہ اور خود اللہ پاک نے حضرتؐ پر منت غنا کی رکہی ہے قال سبحانہ وتعالی ووجدك عائلا فاغنی اور شیخین وغیرہما نے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کو دعای غنا دی تہی یہ بہی صحیح مین وارد ہے کہ فرمایا اللہم انی اعوذ بك من الجوع فانہ بئس الضجیع اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تہا ما جاءك من هذا المال و انت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعه نفسك یعنی جو مال تجکو بے

سے ملے وہ تو لے لے اور جو نہ ملے تو اوسکی فکر نہ کر اور احادیث صحیحہ مین نہی آئی ہے مسئلہ یعنے
سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام سے حکایت کی ہے
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر مراد خیر سے مال ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل
فرمایا ہے کہ اونہون نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الارض ایوب علیہ السلام
نے جب دیکھا کہ اونکے پاس سونے کی تڈیان گرتی ہین لگے اونکو سمیٹنے اللہ نے فرمایا الم
اغنک عن ہذا کیا مینے تجکو اسکے لینے سے غنی نہین کیا ہے اونہون نے عرض کیا ولکن
لا غنی لی عن برکتک یہ قصہ حدیث صحیح مین آیا ہے عیسی علیہ السلام سے اللہ نے حکایت
کیا ہے کہ اونہون نے یون کہا وارزقنا وانت خیر الرازقین اسی جنس سے یہ سوال حسنۂ
دنیا کا ہے اس آیت پاک مین ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا
عذاب النار اولئک لہم نصیب مما کسبوا وقولہ تعالیٰ واخری تحبونہا
نصر من اللہ وفتح قریب الی قولہ وارزقنا وانت خیر الرازقین حاصل یہ ٹھیرا
کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء وعلماء وزاہدین وصلحاء سے ثابت و واقع
ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد طالب رزق خدا ہین تو بھی کچھ بعید
نہین ہے اسلئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال اسطار وصلاح ثمار وبرکت فی الارزاق
کا کرتے ہین یہ عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے انہین جو لوگ متورع
متقی پرہیزگار ہین اونکا سوال بقید بوجہ حلال ہوتا ہے دعا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل
رزق مین اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع وتباین طرق کے
داخل سعی ہین چندین شکل از برای اکل اسکا منکر گویا منکر ایسی چیز کا ہے جو ہر فرد بشر کو افراد بنی
آدم مین سے معلوم ہے ذرا آدس حال کو تو دیکھو جسپر صحابہ ایام نبوت مین تھے ہر صحابی اونہین سے
تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سا ہی سبب کیون نہوتا اور
جو اونہین ان اسباب سے عاجز تھا تو جو رزق ومال اوسکے پاس آتا وہ اوسکو قبول کر لیتا جیسے ابوبکر صدیق

انکا وقوف صفہ پر یہ بھی باب طلب رزق سے تھا اسی طرح بعد ایام نبوت کے حال رہا کہ خلفاء
راشدین اپنا نصیب و حصہ بقدر اپنی احتیاج و احتیاج اہل وعیال کے بروجہ عدل و طریقہ زہد
لے لیتے تھے حالانکہ وہ ازہد عباد تھے دنیا میں اسی طرح جو صحابہ بعد انقضاء خلافت سی سالہ نبوت
کے تھے بقولہ صلعم الخلافة بعدی ثلثون عاما اونکا بھی یہی حال تھا جب زمانہ
خلافت کا گذر گیا اور ملک گزندہ آیا تب بھی صحابہ امراء مسلمین کا قصد کرکے جاتے اور اونسے اپنا
حق بیت المال میں سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قبول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے
سو یہ اگر طلب کرنا رزق کا نہ تھا تو پھر کیا تھا یہی حال بعد صحابہ کے تابعین کا رہا یہ دونوں قرن
خیر قرون میں سے تھے بنص احادیث صحیحہ پھر انمین ایسے لوگ بھی تھے جو ائمین بالامر کی طرف سے
متولی اعمال ہوتے تھے جیسے قضا اور امارت بعض بلاد و امارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار
نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی کا اسمین کچھ اختلاف ہے یہ بھی ایک نوع ہے انواع طلب رزق
سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تھا جیسے قضا و امارت جیش غزو کیونکہ قربت مین ہونا اوس شخص
کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تھا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہوئی ہے
تب سے ابتک یہی عمل درآمد سارے مسلمانون کا ساتھ جملہ ملوک اسلام کے رہا ایک جماعت
والی قضا ہوئی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلاد ٹھیری ایک
جماعت امیر لشکر بنی ایک جماعت نے تدریس درائن اختیار کی غالب جرایات و وظائف انکے
بیت المال سے تھے **ف** یہی یہ بات کہ ملوک مین بعض ظالم جابر ہوتے مین سو یہ بات
ٹھیک ہے لیکن یہ شخص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ اتصال اسلئے نہین اختیار
کیا ہے کہ اونکے ظلم پر مددگار رہے بلکہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ درمیان لوگون کے موافق حکم
خدا کے قضا یا افتا کرے یا جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اوسکو اونسے وصول
کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جنکے ساتھ حکم جنگ کا ہے اونکے ساتھ جہاد کرے یا جس جس عداوت
رکھنے کا حکم ہے اونکا دشمن بنا رہے سو جب بات یون ہوئی تو گو وہ بادشاہ اعلی سے اعلی

درجہ کا ظالم کیوں نہو کوئی گناہ اوسکے ظلم وستم کا ان لوگوں کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک شخص کو انمیں سے کچھ بھی دخل تخفیف ظلم میں ہوگا اگرچہ اقل قلیل واحقر حقیر ہی سہی بلکہ وہ اپنے اس منصب میں ماجور باجر ابلغ ٹھیریگا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم میں اوس شخص کے ہے جو کہ طالب حق وکارہ باطل اور ساعی دفع ظلم میں بقدر بلوغ طاقت وحصول قدرت ہے کچھ معین اوسکا ظلم پر یا ساعی تقریر ظلم یا تحسین جور میں یا مؤید شیہ کا تجویز ظلم میں نہیں ہے ہان اگر وہ اپنی جان کو کسی شئے میں ان امور سے داخل کریگا تو طائفہ ظلمہ وفرق جورہ میں شمار کیا جائیگا اور بھیجا نمونہ کے ہوگا سو ہمارا کلام ایسے لوگوں کے حق میں نہیں ہے بلکہ اون لوگوں کے بارہ میں ہے جو اپنے امور موکلہ ومفوضہ دینیہ کے ساتھ قائم دائم رہتے ہیں اور افعال ظلمہ میں مشتغل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اشتغال اونکا ساتھ امر معروف یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تخویف سوء عاقبت ظلم یا وعظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض شر اون ظلمہ کا مندفع ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل علم یا عالم کے ساتھ ہو نہیں سکتا ہے کہ وہ ظلم ظلمہ میں مداخلت کریگا حالانکہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر ظلم کرنیسے بیزاری ظاہر کی ہے وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون وقال وما ربك بظلام للعبيد وقال ولا يظلم ربك احدا وقال ان الله لا يظلم الناس شيئا وقال ان الله لا يظلم مثقال ذرة وقال وما الله يريد ظلما للعباد وقال وما ظلمناهم ولكن كانوا هم الظالمين اس طرحکی اور بہت آیات قرآنیہ آئی ہیں حدیث قدسی میں وارد ہے ياعبادى انى حرمت الظلم على نفسى وجعلته بينكم محرما فلا تظالموا ابو موسی مرفوعا کہتے ہیں اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو پھر جب پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت پڑھی وكذلك اخذ ربك اذا اخذ القرى وهى ظالمة ان اخذه اليم شديد رواه الشیخان احادیث درباب تحریم ظلم وذم ظالم واستحقاق عقوبت ظلم کے بہت آئے ہیں اور سارے مسلمانوں کا تحریم ظلم پر اجماع ہے کسی نے اسمیں خلاف نہیں کیا ہے بلکہ عقلا مجمع ہیں اسپر کہ سب سے

بلکہ بدتر نزدیک عقول کے بھی ظلم ہوتا ہے حضرت نے دربارۂ مداخلت ظلمہ قولی فعل و حکم
عمل فرمادیا ہے ترمذی مین دوجگہہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پہ جاتا ہے اور تصدیق انکے
کذب کی اور اعانت اونکی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اوسکے ہین اور نہ وہ دن قیامت
کے حوض پر آئیگا اور جو کوئی اونمین نہین گھستا ہے اور نہ مصدق اونکے کذب کا اور نہ معین اونکے
ظلم پہ ہوتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اوسکے ہین وہ قیامت کو میرے پاس حوض پہ آئیگا اس سے
معلوم ہوا کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا آتا ہے لکن تصدیق اونکے کذب کی یا اعانت اونکی ظلم پر
نہین کرتا ہے اور نہ اوسکے ظلم سے راضی ہے اور نہ اوس ظلم مین اونکا تابع ہے تو وہ حضرت کا ہے
اور حضرت اوسکے ہین یہ ایک مرتبۂ عالیہ اور فضیلت جلیلہ ہے خصوصاً جبکہ اسکے ساتھہ یہ بھی
ہوکہ خود ظلم نکرے بلکہ ساعی تخفیف ظلم یا موعظت حسنہ مین رہے **ف** ہر ذی عقل پر یہ بات
روشن ہے کہ اگر اہل علم و فضل و دین مداخلت سے ملوک و سلاطین و امرا و رؤسا کے باز رہین
تو شریعت مطہرہ بالکل معطل و بیکار ہو جائے اسلئے کہ قائم الشریعت معدوم الوجود ہے اور ساری
مملکت اسلامیہ احکام شرعیہ مین جیسی دیانت و معاملہ ہے مبتدل بممالکت جاہلیت ہو جاوے
اور جہل عالمگیر ہو جائے اور کھلم کھلا مخالفت احکام کتاب و سنت کی ہونے لگے خصوصاً
بادشاہ اور اوسکے خواص و اتباع تو پھر سب کچھہ کرنے لگین اور دین اسلام نمین خبط ہو کر سب امور
موافق اونکے اغراض نفسانی کے ظاہر ہون استباحت اصول و فروع و تعطیل مساجد و
مدارس و انتہاک حرم وقوع مین آنے لگے شعار اسلام و شرائع خیر الانام جاتے رہین خصوصاً
وہ ملوک جو یہ کام بخوف سلب مملکت و ذہاب دولت و نہب اموال ریاست و ہتک حرمت
خود کرتے ہین اور اپنے زوال عزت سے ڈرتے ہین بلکہ اونکو تو ایک راہ طرف تخلص
کے اکثر احکام اسلامیہ سے ملجائے اور اس بات کے کہنے کی گنجایش ہاتھہ آجائے کہ ہمنے کوئی
معلم و ناصر و ناصح و واعظ و شفیق نہ پایا ہے تو اہل علم بھاگتے اور اہل دین دور
دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر حاصل ہو بہرحال جو کہ

لوگ دو طرح پر ہوتے ہین ایک زاہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب ورع بے فہم و ادراک مصالح
شرعیہ و شعائر دینیہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواعظ و ارشاد عباد کی اختیار کی اور
اس امر مین نہایت مبالغہ کیا انکا مقصد بے شبہ حسن اور انکا فعل بیشک جمیل ہے لیکن بسبب عدم
علم و فہم و ادراک کے منجملہ اعوان ظلمہ کے ہو گئے عوام حضار مجالس نے اون مواعظ کو ہاتھون
ہین قبول کر لیا اس سے وہ جہل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بھر گئی حالانکہ اونکو یہ چاہیے تہا
کہ ان امور کو حوالہ علماء کتاب و سنت کر دیتے جو خلق کو طرف حق معلوم کے بلاتے ہین اور شرع صحیح
بتاتے سکہاتے ہین دوسرے وہ لوگ ہین جنکو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہین کہ یہ مناصب
سلطنت جو دوسرون کو حاصل ہین انکو ملتے اور نفع دنیا ہاتھ آتا لیکن جبکہ یہ حصول سے اون مناصب
مناصب کے عاجز ہوئے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کر کے ترک اختیاری جتلانے لگے اور اہل مناصب
دینیہ کو برا بھلا سخت سست سنانے لگے اور اونکی تنقیص کرنے لگے بلکہ یون کہتے ہین کہ ہمنے
ان مناصب کو اسلئے ترک کر دیا ہے کہ انمین مداخلت ساتھ ملوک کے اور اخذ مال بیت المال سے
ہوتا ہے اور یہ لوگ اعوان ظلمہ کے ہین اور حرام خواری کرتے ہین حالانکہ حامل اونکو ان امور
پر حسد و بغض و تحسر ہے کہ ہم اونکی طرح نہین ہین اسلئے اپنا تعفف و ورع ظاہر کرتے ہین اور نفس الامر
مین نیات انکی فاسد اور مقاصد انکے کاسد ہین اور خصال نفاق و ریا و غیبت محرمہ مین
بغیر سبب ناحق بار ہا گرفتار ہین ہمنے بہت سے لوگ اس طرح کے دیکہے سُنے ہین انمین اگر
کوئی شخص کسی وقت مین کوئی منصب پا لیتا ہے تو پہر وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اوسکا
فعل خلاف اوسکے قول کے ہوتا ہے سو ایسا شخص جو معین ظلم ہو ہاتھ یا زبان سے اور ظالم
کے لئے اوسکا ظلم روا رکہے اور جو مدح و ثنا چاہے وہ اوس ظالم کی تعریف کرے تو وہ جنس
ظلمہ مین معدود ہے کیونکہ ظلم جس طرح ہاتھ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بہی ہوتا ہے
بلکہ اوس سے بہی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق مین اون لوگون کے ہے جو متصل
ملوک کے ہین اور اعانت ظلم پر نہین کرتے اور نہ اونکے شریک حال رہتے ہین ہاتھ و زبان

وقلم سے بلکہ مقصود اونکا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استحقاق انفاذ احکام
شرع پر یا ہین اد. جہانتک ممکن ہو امر معروف و نہی منکر بجالائین مثلاً ایک عالم منکرات رعایا
کو دیکھتا ہے اور قدرت تغییر کی نہین رکھتا ہے مگر جبکہ اوسکی رسائی سلطان وقت
تک ہو اور اوس سے دفع منکر پر مدد لی تو ایسے شخص کے لئے متصل ہونا ملوک سے خیر کثیر
اجر عظیم ہے اسی طرح جبکہ اوسکو قدرت فصل خصومات و ارشاد الی الطاعات پر بغیر امداد
بادشاہ نہو تو اوسکو متصل ہونا بادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا بادشاہ
کے وزراء و امراء و اعوان و خواص ظلم کرتے ہین اور اسکو اونکے دفع پر قدرت نہین ہے
مگر جبکہ بادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہ بھی ایک صورت جائزہ ہے یا بادشاہ بعض
احوال مین اسکی نصیحت و موعظت کو سنتا ہے اور فعل منکرات سے باز رہتا ہے یا اون مین
تخفیف کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے **ف** بعض سلف نے خوب بات کہی ہے کہ لعدم طاعات
کثیرہ و معاصی کبیرہ سو منجملہ طاعات ملوک کے امن راہ امن ضعیف انصاف مظلوم از
ظالم رفع مظلمہ دفع اہل کفر و بغی بجہاد حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ اجراء قصاص و تعزیرات
قیام بحقوق واجبہ رعایا و برایا نصب قضاۃ واسطے فصل خصومات کے بطریق شرعیہ نصب اہل احتساب
بالغرض امر معروف و نہی منکر احیاء مدارس و اہل افتاء امساک اہل جسارت و فساد و غیر ذلک ہین
کیونکہ اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ اگر ملوک نہون تو یہ وہ افاعیل و افاعیل کرین جنکا کچھ حساب نہین سب
سارے واجبات ترک ہو جائین ساری منکرات عمل مین آئین اور ایسے لوگ جو اللہ پاک کی ڈر سے
فاعل طاعات تارک منکرات ہون اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہین رہے معاصی ملوک کے
سو وہ بھی بہت سخت ہین جیسے خونریزی کرنا اموال محترمہ کا حلال کرلینا فروج محرمہ کا مباح
سمجھ لینا یا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کردینا یا اموال رعایا مین طمع
کرنا برخلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے جال مکر و فریب
کے بچھانا اور واسطے ایقاع ظلم کے ذرائع بہم پہنچانا انواع فسق و فجور مین مبتلا رہنا اموال

خدا کا لہو و لعب مین صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہین کہ بادشاہ یہ جانتا ہے کہ مجکو
ہر طرح کی قدرت حاصل ہے مجہپر کسی کی حکومت نہین ہے اور ایسے ملوک جوان افعال فسوق
وسطالم سے محفوظ رہین بہت کم ہوتے ہین الا ماشاء اللہ وعصمہ ورحمہ حکایت
بعض سلاطین اسلام کی مجلس مین اہل لہو وفسوق جمع ہوتے تہے اوس شہر مین ایک
مرد صالح تہا جس منکر کی اوسکو خبر لگتی یا ظرف خمر دیکہہ پاتا اوسپر انکار کرتا اوسکو مٹاتا ایک
دن گزرا اوس شخص کا نیچے سے مکان سلطان کے ہو العبض جلساء سلطان نے کہا یہ فلان
شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتہہ مین برتن شراب کا دیکہتا ہے تو اوسکو توڑ ڈالتا ہے
اور جب کسی منکر کو دیکہہ لیتا ہے تو اوسکو مٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو یہان بلالاؤ
جب وہ آیا تو اوس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکہکر غریب لوگون پر انکار
کرتا ہے اور اونکے برتن خمر وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکہو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکہے
ہین بہلا ہم جب جانین کہ تو انکو توڑ ڈالے اوسنے کہا مین ایک غریب ضعیف آدمی ہون جو کوئی میری
طرح غریب ضعیف ہوتا ہے مین اوسپر انکار منکر کا کرتا ہون اسلئے کہ اوسپر مجکو قدرت پہنچتی
ہے اور تم پادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویسئلونک عن
الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا فیذرہا قاعا صفصفا لاترى فیہا عوجا ولا امتا
پادشاہ رونے لگا اور کہا مجہپر بہی انکار کر اور اوٹہکر ان برتنون کو ان طاقات سے اوٹہاکر پہینکدے
اوسنے یون ہی کیا اور بادشاہ نے توبہ کی پہر آیندہ وہ کام نکیا مطلب آیت کے پڑہنے کا
یہ ہوا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑون کا خاک مین ملانا اور زمین
کی طرح ہموار کر دینا کام اللہ کا ہے تمپر انکار کرنا اور تمہارا مٹانا اوس عزیز منتقم کا کام ہے
نہ مجہہ سے ضعیف بیچارہ بے حقیقت غریب آدمی کا اس سے معلوم ہوا کہ اتصال سلاطین مین
نری آفت ہی نہین ہوتی ہے بلکہ کبہی اجر جنا ودفع فساد بہی ہوتا ہے ٥

| | |
|---|---|
| اگرچہ عشق مین صد آفت اور بلا بہی ہے | برا برا نہین یہ شغل کچہہ بہلا بہی ہے |

ف - یہی بات کہ جو صورت اموال ہاتھ مین ملوک کے ہین اونہین ظلم دغا یا پر واقع ہوا ہے
اون اموال کا ملوک وزرا سارے اہل مناسب کو قبول کرنا جائز ہے یا نہین سو جواب اسکا
یہ ہے کہ ہان جائز ہے بدلیل حدیث متقدم عمر رضی اللہ عنہ ما جاءک من ھذا المال وانت
غیر مستشرف ولا سائل فخذہ الحدیث علاوہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت
ہو چکی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر جزیہ مقرر کیا تھا اور وہ جزیہ الطیب داخل اموال طیبہ
تھا حالانکہ اموال مین اہل کتاب کے اثمان خمر وخنزیر و ربا سب تھے اور وہ ان امور کا
تعامل رکھتے تھے یہ بھی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرض لیا تھا اور
اوسکے عوض اپنی زرہ رہن رکھی تھی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لئے کچھ وظیفہ یا ادرار
یا جاگیر بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اوسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لینا اوسکا بدون
کشف حقیقت حال کے درست ہے ہان اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال بعینہ مال
حرام ہے اور بادشاہ نے رعیت سے بغیر وجہ شرعی جائز کے لیا ہے اور اوسکے واپس کرنے
طرف مالک کے مایوسی کلی حاصل ہوگئی ہے اور اوس مال کو بادشاہ نے اہل علم وفضل مین
صرف کیا ہے تو یہ صرف بھی اپنے موقع پر ہے اور مطابق محل کے واقع ہوا ہے اسلئے کہ
یہی لوگ مصرف اموال مظالم ہین بلکہ احسن مصارف یہی مصرف ہے طعن طاعن کی
حق مین اون اہل علم وفضل کے جو نزدیک سلاطین کے آمد وشد رکھتے ہین یا اہل مناصب
دینیہ ہین راجع طرف طعن ولعن ایک امت کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسلئے کہ
زمانہ خلافت سے ابتک کوئی سلطنت وسلطان خالی صحبت سے اہل علم کے نہین
رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہو یہ محض اس طاعن لاعن کا سوء ظن
واعتقاد باطل وخاطر زائغ وتخیل فاسد وتصور کاسد ہے کہ وہ اتصال کو علماء وفضلاء
اہل دیانت وامانت کے ملوک وامراء سے ناجائز جانتا ہے اور نہین سمجھتا کہ بعض احوال مین بعض
منکرات انکے سبب سے دب جاتے ہین اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا انکا اس وجہ

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کرینگے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہو گا
**حکایت** ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہا تھا ایک عالم صاحب منصب جو عدم
استحقاق اوسکا شرعا واسطے قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مدافعت کرتے اور پادشاہ کو گردن
مارنے سے روکتے یہانتک کہ آخر کو یہ بات ٹھیری کہ قتل تو نکیا جاوے لکن مار پیٹ کرنا چاہیے
اور وہی عالم اپنے ہاتھہ سے اوسکو مارین ناچار ایک مجمع مین اوس شخص کو لیجا کر چند ضربات
اونکے ہاتھہ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہوکر اوس عالم کو گالیان دینا
شروع کیا کیونکہ ظاہر مین یہ ایک امر منکر تھا جو اونکے ہاتھہ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام
انکار منکر تھا نہ ارتکاب منکر یہ اسلیے کہ اون لوگون پر حقیقت امر منکشف نہوئی ورنہ وہ اوس عالم
کو دعا دیتے اور نہایت درجہ اوسکی کارروائی سے رضامند ہوتے جاہل نے سمجھا کہ اسنے فساد کیا ہے
حالانکہ وہ عین صلاح تھا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے
حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تھا اسلیے کہ اونہون نے بجا آوری حکم سلطان کی
بمقدمہ نرخ بعض بضائع نہین کی تھی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل انکے صف بندی
کی گئی بعض علما نے پاس بادشاہ کے جاکر کہا کہ انکا قتل کرنا شرعا روا نہین ہے پادشاہ
سوار تھا یہ پیادہ تھے پادشاہ نے کہا انہون نے خلاف ہمارے حکم کے کیا ہے انکے قتل
مین کوئی جای عذر نہین ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چرچا کرتے ہین کہ انکو عزم سلطان کی
خبر نہین پہنچی تھی پادشاہ نے غضب شدید مین اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کہی کہ
یہ تمہارا عہدہ نہین ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عہدہ ہے اسلیے کہ اسمین حفظ تیرے دین کا
ہے اور بچانا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے اون
سب کو رہا کر دیا وہ سب قتل سے بچگئے اس جگہہ نظر وبصر عالم کو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابتدای کلام
مین وہ مثلاً یہ کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے انکے موجب قتل کی نہین ہے تو وہ بیچارے
اس کہنے سے ہلاک ہو جاتے رہائی نپاتے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

مجموعہ میں سے تو وہ مقتول ہو جاتے لیکن عالم نے ایک وسیلہ معقولہ پیش کیا جسکا بڑا اثر بحسن
سلطان میں پیدا ہوا اب اگر کوئی شخص جسکو حقیقت اس حال کی معلوم نہیں ہے اس ماجرے کو
سنے گا تو یہی کہیگا کہ مساعدت کرنا اوس عالم کی مخالفت امر سلطان میں اور عدول کرنا اوسکا
طرف عدم وقوع حکم سلطانی کے امر منکر ہے اور اوس عالم کو مداہن فی الدین سمجھیگا اگر عقل ہے
تو معلوم کریگا کہ اس عالم نے کتنا بڑا عمدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچا لیا اس
سے معلوم ہوا کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات میں اور اسی طرح بعض اقوال مخالف دین
کسی خلاف مقتضائے ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ نفس الامر میں اعظم حسنات احسن طاعات میں
سے ہر جو کام ہوتا ہے اوسکا کیا ذکر ہے اسلئے کسی مسلمان کو نہ چاہیئے کہ انکار میں مسارعت کرے
غیبت و بہتان میں بدون تحقیق حال کے پھنس جائے یہ شتاب کاری جہل صریح و حمق واضح
ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل دیندار جسکی وجہ سے بادشاہ کسی قدر راہ راست پر آوے لائق
دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار لیکن حال اکثر خلق کا یہ ہے کہ اگر اچھی بات سنتے ہیں تو
اوسکو چھپا رکھتے ہیں اور اگر بری بات معلوم کرتے ہیں تو اوسکو پھیلاتے ہیں کما قیل ؎

| ان یسمعوا الخیر یخفوہ وان سمعوا | شرا اذاعوا وان لم یسمعوا کذبوا |
| --- | --- |

یہ ترجمہ ہے بعض عبارات کتاب دلیل الطالب کا تمام تقریر اس مقام کی ہے کتاب مذکور میں
لکھی ہے **حکایت** شوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایام طلب علم میں اجتماع ہمارا ساتھ ایک
جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض علماء نے ایک وزیر کی بہت مذمت کی اور خوب ہی برا بھلا
اوسکو کہا میں نے متکلم مذمت سے کہا میں تجھکو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے
کہا بہتر ہے کہا یہ سب بے آبروئی و بدگوئی اوس وزیر کی جو تو نے کی کسی وازع دینی کے سبب سے
کی ہے جسکو تو اپنے جی میں پاتا ہے اسلئے کہ اوس وزیر نے جسکو تو نے اسقدر برا بھلا کہا اور
کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلمہ پر جرات کی ہے یا کوئی مظالم اوس سے وقوع میں آئے ہیں
یا یہ برائی اوسکی اسلئے ہے کہ وہ دنیا میں خوش حال آسودہ خاطر صاحب جلیس و نعمت ہے اوس

شخص نے تھوڑی دیر فکر کی کہا لیس ذالک الا لکون الفاعل ابن الفاعل یلبس الناعم من الثیاب ویرکب الفارہ من الدواب یعنے یہ ابرا بھلا کہنا میرا اوسکو اسلئے ہے کہ وہ حرامزادہ اچھے اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانوروں پر سوار ہوتا ہے اس طرحکے اور چند حالات اوسکے گن کر بتائے سارے حاضرین مجلس ہنس پڑے تب بیٹے اوس شخص سے کہا کہ یار اتو تو ہی ظالم ہے اس مظلمہ کا مواخذہ کل تجھسے سامنے اللہ قادر کے ہوگا اور حشر تیرا ہمراہ اون ظالمون کے ہوگا جو ناحق کسی کی آبروریزی کرتے ہین کیونکہ ظلم آبروریزی کا اشد مظالم ہے مال کا مظلمہ آبرو کے مظلمہ سے کم ہوتا ہے ؎

| وتسلم اعراض لنا وعقول | یھون علینا ان تصاب جسومنا |
|---|---|

مصداق اس حکایت کی اس زمانہ آخرمین نزدیک اہل بلد واہل عصر کے جو بالغ بمبلغ محسود نہین ہین بعض ہمسے غرباء الدیار ہین جنکو کوئی واسطہ صوری و معنوی ساتھہ ان حسّاد اغواد کے نہین ہے ولله الحمد اللھم انا نعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء

| حسود را چکنم کو ز خود برنج درست | توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے |
|---|---|

میری گزارش خدمت مین ان حسّاد واعداء کے یہ ہے ؎

| فتلک سبیل لست فیھا باوحد | تمنی رجال ان اموت وان امت |
|---|---|

بہر حال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمہ اعراض بہ نسبت ظلمہ اموال کے جری تر ہوتے ہین اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش و بقاء حیات کا ہے اور وہ بسبب اس مظلمہ کے اپنی دنیا مین منتفع بھی ہوتا ہے گو سحت بحت وحرام صرف ہی کیون نہو بخلاف ظالم اعراض کے کہ اوسکو سوای خیبت وخسران کے کچھہ بھی ہاتھہ نہین آتا ہے اور نفوس شریفہ اوس سے نفرت کرتے ہین اور طبائع سلیمہ اوسکو ذلیل وخوار سمجھتے ہین وباللہ التوفیق آج ۲۸ ربیع الاول ۱۳۰۸ ہجری روز شنبہ کو یہ رسالہ حیات مین آغاز سے تا انجام پہنچا والحمد للہ اولا و آخرا

تمت

# فہرست رسالہ سعۃ المجال

غش فی البیع
بیع حر
قمار
غصب
سرقہ
خیانت
شہادت زور
اخذ مال بحلف کذب
اخذ مال بلہو ولعب
شراء مال سرقہ
مکس
مال یتیم
تجدید عاریت
اکل رشوت
نقص کیل
نقص وزن
سحر
نجوم
زنا
لوخہ
دلالی

بطالی
اکل ربا
موکل ربا
بیع شی معیب
تصویر سازی
گداگری
نقص ذراع
اخذ قرض بہ نیت عدم وفا
شراء بہ نیت عدم ادائے ثمن
مال وقف ناجائز
لقطہ ناجائز
مال وصیت
مال ودیعت
اجرت رقص
اجرت سرود
اجرت سنگری
اجرت دروغ
اجرت وکالت ناجائز
اجارہ ظالمانہ

## باب چہارم بیان مطاعم واشربہ محرمہ کے

مردار
خون
لحم خوک
ما اہل بہ لغیر اللہ
منخنقہ
موقوذہ
متردیہ
نطیحہ
بقیہ اکل سبع
مذبوح علی النصب
ذبیحہ علی اسم غیر اللہ
ذبح للہو واللعب
اکل سود بحائز غیرہا
ذبح للسلطان
ذبح الشیطان
اجرت استسقام
اکل نجاست
اکل شئے حرام
اکل شئے مضر
اکل نباتات لبن [illegible]

حشیشہ
افیون
بھنگ
عنبر
زعفران
جائفل
قات
تماکو
گوشت خر
دوائے حرام
دوائے مسکر
مستخبث
قنفذ
سم
اکل لحم جلالہ
شرب لبن جلالہ

## باب پنجم بیان انواع اموال محرمہ غیرہا

غنائم
فیئی
زکواۃ

تمت

# صحت نامہ سمعہ الیجال

| صفحہ | سطر | خطا | صواب | صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴ | ۶ | ہواتھا | تھا | ۴۷ | ۱۸ | قرانی | قرانی |
| ۶ | ۱۵ | ہیمت | بہت | ۴۸ | ۷ | " | " |
| ۱۵ | " | بیل | پہل | " | ۴ | خشیشہ | حشیشہ |
| ۱۶ | ۱۴ | مزانیہ | فرابنہ | ۵۲ | ۱۲ | ہاتہ | ہاتھہ |
| " | ۱۵ | کاعوض | کوعوض | ۵۵ | ۱۰ | شراب | شرب |
| ۲۱ | ۱۱ | دقبل | قبل | ۵۹ | ۲۰ | ہوستے | ہوسکتے |
| ۲۳ | ۱۶ | فیھما | فیھما | ۶۳ | ۲ | باب | باب سے |
| ۲۵ | ۴ | دسروا | خسروا | ۶۷ | ۹ | اوراہیں | ادریس |
| ۲۶ | ۱۰ | بناستے | بتاستے | ۷۱ | ۱۸ | اسدم | اسوقت |
| ۲۸ | ۱۱ | تلادہ | قلادہ | " | ۲۱ | رکوع | اکوع |
| ۳۲ | ۱۳ | ابن | وابن | ۷۲ | ۶ | جوہنی نے | جوہنی |
| " | ۱۹ | رکھا | نہ رکھا | ۷۷ | ۱۴ | لیحیان | لحیان |
| ۳۰ | ۱۷ | پڑسہے | پڑہتے | ۷۹ | ۱۴ | ہاریہ | جاریہ |
| ۳۷ | ۲ | اتفاق | الفاق | " | ۱۸ | بجہ | بچہ |
| ۳۸ | ۱ | اسی | ایسی | " | ۲۰ | کیاہے | سہے |
| ۴۰ | ۱۶ | یہ ذکاۃ | نہ ذکاۃ | ۸۲ | ۸ | بہ حکم | یہ حکم |
| " | ۱۷ | لپٹتا | لپٹا | " | ۱۵ | سبب | لبسبب |
| ۴۱ | ۱۴ | آیت | آیت کے | ۸۳ | ۲۱ | استکبار | استکبار |
| ۴۵ | ۱ | مھکر | سکر | ۸۴ | ۳۰ | الطالب | الطالبیہ |

## قطعه فارسی لطلوبه تقریظ کتاب سعة المجال از تصنیف احمد خان صوفی مهتمم مطبع مفید عام آگره سلمه الله المتعال

میر صدیق حسن خان بهادر نواب
خامه اش راست که صد گوهر غلطان ریزد

از تصانیف تو صد نعمت الوان پیدا
بر کتاب تو شکر در دهن جان ریزد

رشحهٔ کلک تو بر صفحه فشاند گوهر
همچو آن قطره که از ابر بهاران ریزد

لب شیرین تو در خلق و جهان شور افکن
صد نمکدان دل زخمی سحبان ریزد

گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر
پیش رنگ رخ تو رنگ گلستان ریزد

از نی کلک تو بهتر نتواند که زند
نغمه هر نغمه اگر مرغ خوش الحان ریزد

شاخ سرسبز قلم صد گل مضمون بخشد
همچو آن نخل که اثمار تر ارزان ریزد

قلمش حاصل هند کان بدهد وقت رقم
لب لعلش در و یاقوت بدخشان ریزد

دل و جان باد فدا بر همه تصنیف جدید
که سلک رنگ نصیحت به عزیزان ریزد

بر کتاب تو اگر حرف بگیرد ناکس
سطر سطرش به گلو نخل صفاهان ریزد

رنگ گیرد چو چمن کاغذ اسپیف بکفت
از نی مشک قلم سنبل و ریحان ریزد

کرد تسخیر دل من به لسان العرفان
آنکه نورے بدل مرد مسلمان ریزد

اگرے حقهٔ لعلش بتکلم آید
گوهرے چند به هر جیب بداماں ریزد

آتش لعل کند از لب لعلین خاموش
آبروے گهر از گوهر دندان ریزد

خضر وقت است که از دیده گران مایه خموش
در لب تشنه دو صد چشمهٔ حیوان ریزد

دور نواب بگویید که سخن خون و سخور
باده در جام اگر لاله گلستان ریزد

صوفی از درد و غم کثرت عصیان شبها
لخت دل همره اشک از سر مژگان ریزد

